رجسٹرڈ نمبر ایل ۴۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ ط وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝

دیں کی نصرت کے لئے اک آسماں پر شور ہے | عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ط | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانیکے دن

دُنیا میں ایک نبی آیا پر دُنیا نے اسکو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دے گا۔ (الہام مسیح موعود)

الفضل

چندہ غیر ممالک سے سات روپے

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ (الہام حضرت مسیح موعود)

فہرست مضامین

جلد ۴ | ۹ دسمبر ۱۹۱۶ء | شنبہ | مطابق ۱۱ صفر ۱۳۳۵ ہجری | نمبر ۴۵

مدینۃ المسیح (علیہ السلام)

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کو نزلہ کی شکایت ہے۔ خدا تعالےٰ صحت بخشے حضور کی علالت طبع کی وجہ سے ۸ دسمبر ۱۶ء کو خطبہ جمعہ قاضی سید امیر حسین صاحب نے پڑھا۔

مباحثہ سرگودہا سے احباب واپس تشریف لے آئے ہیں۔ وہاں ۳-۴ دسمبر کو تحریری مباحثہ ہوا ہے۔ ہماری طرف سے جناب سید محمد اسحٰق صاحب مناظر تھے۔ اور غیر احمدیوں کی طرف سے مولوی ثناء اللہ مندرجہ ذیل مسائل زیر بحث تھے۔ (۱) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی آسکتا ہے یا نہیں؟ (۲) صداقت مسیح موعود۔ اول الذکر مسئلہ میں مولوی ثناء اللہ مدعی تھا۔ اور دوسرے میں ہم۔ مباحثہ بفضل خدا نہایت کامیابی کے ساتھ ختم ہوا۔

اخبار احمدیہ

لاہور میں آریوں پر احمدیوں کی فتح

آریہ سماج لاہور نے اپنے سالانہ جلسہ پر جو ۲۴ تا ۲۶ نومبر ۱۶ء کو ہوا۔ دیگر مذاہب کے لوگوں کو بھی سوالات کرنے کا وقت دینے کا اعلان کیا تھا۔ جس سے فائدہ اُٹھانے کے لیے ہمارے مولانا مولوی غلام رسول صاحب راجیکی آریہ سماج کے پنڈال میں پہنچ گئے۔ اگرچہ آپ کو وقت بہت کم دیا گیا مگر پھر بھی آپ نے قرآن کریم سے ایسے دلائل پیش کئے کہ غیر احمدی اور آریہ حیران رہ گئے۔ اللہ تعالےٰ نے احمدیوں کو فتح دی۔ الحمد للہ۔ مولوی صاحب موصوف سے پہلے آریوں کا ایک پادری سے مباحثہ تھا مگر جو جواب آریوں نے پادری صاحب کو دئے۔ وہ حضرت مسیح موعود کے دئے ہوئے جواب تھے۔ اس واسطے آریوں نے پادری پر فتح پائی۔ لیکن بعد میں مولوی صاحب نے آریوں کو خوب دبایا۔ جس کی وہ حیران رہ گئے۔ افسوس کہ وقت بہت تھوڑا تھا۔

افریقہ کے ایک حصہ میں صداقت مسیح موعود کا ایک نشان۔

برادر فضل الدین صاحب احمدی افریقہ سے تحریر فرماتے ہیں:۔ میں خدا تعالےٰ کے فضل سے بخیر و عافیت فیلڈ سروس سے واپس سول ڈیوٹی پر آگیا ہوں۔ سلسلہ کی مخالفت چند ہندوستان سے آئے ہوئے لوگوں نے شروع کی۔ میں باہر تھا۔ الفضل کے پرچے اور قرآن کریم مترجم انگریزی کو جلا دیا گیا۔ کہ یہ قادیانیوں نے تبدیل کرکے بنائے ہیں۔ چونکہ تمام لوگوں پر تبلیغ سلسلہ پورے طور سے ہوچکی تھی۔ بلکہ میں نے گھروں میں جا جا کر حجت پوری کی تھی۔ خدا تعالےٰ نے وہاں کُنا معذبین کے ماتحت عذاب طاعون بھیجا۔ جو کہ اسوقت شروع ہے۔ اور لوگ مکان چھوڑ چھوڑ کر بھاگ رہے ہیں۔ احمدیت کی مخالفت اسوقت تک جاری ہے۔ میرا ایمان ہے جب تک یہ بند نہ ہوگی۔ عذاب بڑھتا جائے گا۔

(باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس۔ قادیان میں چھپکر شایع ہوا)

بصرہ میں ایک مولوی کو تبلیغ ۔

برادر بابو عبدالرحیم صاحب فیلڈ پوسٹ ماسٹر بصرہ سے لکھتے ہیں کہ میرا شہر میں جانے کا اتفاق ہوا۔ نئی کتابیں جو چند دن ہوئے ۔ میںنے قادیان سے منگوائی تھیں۔ ایک مولوی صاحب ملاں محمد رضا کو پڑھنے کے لئے دی گئیں۔ اس نے بڑی خوشی سے لیں۔ بلکہ اس نے یہ بھی کہا کہ بندر عباس میں مجھ کو اس صاحب کتاب کے حالات سننے کا اتفاق ہوا تہا (یعنے حضرت مسیح موعود کے) بہت سے لوگوں نے اس کو رد کیا یعنی نہ مانا۔ اور بعض نے اسکی تصدیق کی۔ آج دس برس کے بعد مجھ کو کتاب الاستفتاء تمہارے ہاتھ سے ملی ہے۔ خدا تم کو اس کا بہت اجر دیگا۔ اور لوگوں کو بہت فائدہ ہوگا۔ (انشاء اللہ) میںنے بھی اسکے سامنے دعائیہ کلمات کہے۔ اللہ تعالیٰ کوئی نیک اثر پیدا کرے۔ آمین

ایک مسیحی صاحب کا قبول اسلام

لارنس مسیح صاحب نوشہرہ سے مندرجہ ذیل خط اپنے اسلام قبول کرنے اور بیعت میں داخل ہونے کے متعلق حضرت خلیفۃ ثانی کی خدمت اقدس میں لکھتے ہیں کہ:-

"بندہ وہی لارنس مسیح عیسائی ہے۔ جس نے شکایت لکھی تھی کہ عبدالرحمان تھانسامان ڈاک بنگلہ کے واسطے کیا وجہ آپ کی دعا قبول نہیں ہوئی۔ اب میںنے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا ہے۔ کہ حضور کی دعا قبول ہوئی ہے۔ اور میں اب اسلام قبول کرتا ہوں۔ اور بڑی خوشی سے آپ کو مرشد مانتا ہوں مگر اتنی عرض ہے کہ حضور بھی خوشی سے مجھے بیعت فرما دیں اور میرے لئے دعا فرما دیں کہ اللہ کریم استقامت بخشے۔ اور سچا مسلمان بنا دے۔ آپ میرا نام جو مناسب سمجھیں رکھ کر تحریر فرما دیں تاکہ اپنا نام رکھوں"۔

ہم اپنے بھائی کو اسلام ایسی نعمت سے بہرہ ور ہونے پر مبارکباد دیتے ہیں۔ اور دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ انہیں استقامت بخشے اور ہر قسم کی مشکلات اور مصائب سے بچائے رکھے۔ آمین

سیرت مسیح موعود

منیجر ریویو آف ریلیجنز صاحب اطلاع دیتے ہیں کہ حضرت خلیفۃ ثانی سیدنا محمود کی لکھی ہوئی سوانح عمری حضرت مسیح موعود علیہ السلام اردو میں چھپ کر تیار ہے۔ قیمت علاوہ محصولڈاک ۵ فی جلد

احباب سنگوالیں ۔

نماز جنازہ

اہلیہ صاحبہ مولا بخش صاحب سابق ٹھیکیدار کامل پور سے اپنے خاوند کے فوت ہونے کی اطلاع دیتی ہیں۔ اور میاں عطاء اللہ صاحب متعلم ہائی سکول قادیان کی والدہ فوت ہوگئی ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون احباب نماز جنازہ پڑہیں۔ اور دعائے مغفرت کریں۔

رخصتانہ

شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر الحکم کی دختر نیک اختر محمودہ خاتون کی جنکی شادی حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں شیخ محمود مبارک اسمٰعیل بی۔ اے بی۔ ٹی سے سات سو روپیہ مہر پر ہوئی تھی۔ ۲۵ نومبر کو تقریب دواع عمل میں آئی۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے۔

ایک مبائع کا عریضہ نیاز بحضور حضرت خلیفہ ثانی

حضور عالی! میرا نام عبدالعزیز (ابن حاجی حافظ عبدالمجید قوم شیخ ساکن نگینہ ضلع بجنور) ہے۔ ابتدائے عمر میں قرآن مجید حفظ کیا تہا۔ فارسی کی کتب درسیہ پڑہیں۔ بعدہٗ مدرسہ عربیہ دیوبند وغیرہ میں علوم عربیہ حاصل کرکے دستار فضیلت بندھوائی۔ اسی وقت جناب مسیح موعود علیہ السلام کا تذکرہ بعض اخبارات میں اور بعض مولوی صاحبان کی زبانی سنا۔ لیکن انہوں نے بجائے افشائے حق کے ہمیشہ اخفائے حق سے کام لیا۔ جس سے حضرت اقدس کی نسبت بدگمانی رہی۔ خوش قسمتی سے انبالہ آنے کا اتفاق ہوا۔ اور میرے ہمنام جناب بابو عبدالعزیز صاحب کلرک دفتر لولو ہند سے ملاقات ہوئی۔ جناب موصوف نے اخبار الفضل کے پرچے دیکھنے کو دیئے۔ جن سے میری غلط فہمی بفضلہ تعالیٰ دور ہوگئی۔ اور میں سچا احمدی ہونے کا عزم بالجزم کرکے عریضہ ہذا لکھنے بیٹھا۔ استدعا یہ ہے کہ مجھکو زمرہ احمدیاں میں داخل فرمایئے۔ اور ثابت قدمی کی دعا کیجئے میں حضرت مرزا صاحب مسیح موعود کے تمام دعاوی مانتا ہوں اور یقین کرتا ہوں کہ آپ ایسے نبی ہیں۔ جن کی خبر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے احادیث میں دی ہے۔ انشاء اللہ اپنے اقرباء اور احباب میں بھی تبلیغ احمدیت کی حتی الوسع سعی کرتا رہوں گا۔ والسلام علے من اتبع الہدیٰ۔ فقط

عریضہ۔ خاکسار عبدالعزیز میر منشی علوم مشرقیہ چھاؤنی انبالہ

حضرت امیر المؤمنین کا ایک مکتوب ۔

مندرجہ ذیل خط حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے کسی صاحب کے نام لکھا ہے۔ احباب کرام کے استفادہ کے لئے درج ذیل کیا جاتا ہے:-

برادرم مکرم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

آپ کا خط ملا۔ آپ کی بیوی کی صحت کے لئے دعا کرتا ہوں۔ خودکشی اسلام میں حرام ہے۔ ایسی حرام کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ جو خودکشی کرتا ہے۔ وہ جہنمی ہے۔ اور جس کا انجام کسی جہنمی فعل پر ہو۔ اسکے انجام کی نسبت تسلی نہیں ہو سکتی۔ اس لئے اس کا جنازہ جو دعائے بخشش ہے پڑھنا جائز نہیں۔ اور نہ میں اور نہ میری جماعت کے لوگ اس کا جنازہ پڑھ سکتے ہیں۔ مقبرہ بہشتی میں ایسا شخص کسی صورت میں دفن نہیں ہو سکتا۔

خودکشی بہادری نہیں بلکہ جنون کا ایک شعبہ ہے۔ سوائے عارضی جنون کے خودکشی کا فعل کمل نہیں ہو سکتا۔ جو عارضی جنون میں مبتلا نہیں ہوتے۔ عین وقت پر خودکشی سے باز آجاتے ہیں۔ ڈاکٹروں نے ہزاروں تجارب کے بعد یہ بات پایہ ثبوت تک پہونچا دی ہے۔ اگر جنون ہی تو سزا کیسی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ فعل خودکشی بے شک عارضی جنون ہوتا ہے لیکن ارادہ کے لئے جنون کی شرط نہیں وہ مایوسی سے پیدا ہوتا ہے۔ اس لئے سزا ارادہ ناجائز کی ملتی ہے، اور اگر خودکشی نہ کر سکے اور بچ جائے تو پھر اسکی توبہ کی وجہ سے وہ سزا سے محفوظ رہ سکتا ہے۔

خودکشی بزدلی ہے۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ جو لوگ خودکشی کرتے ہیں۔ جب وہ کسی ذریعہ سے ہلاکت سے بچ جاتے ہیں تو پھر انکو کبھی دوبارہ اس فعل کے کرنے کی جرأت نہیں ہوتی۔ اس کی ہزاروں لاکھوں مثالیں ملتی ہیں۔ یہ ثبوت ہے کہ اسباب کا کوئی کمی علم کے خودکشی کرنے والا اقدام خودکشی کرتا ہے۔ جب اسکو علم ہو جاتا ہے۔ تو پھر پرہیز کرتا ہے۔ دوسرے خودکشی کرنیوالا جس سبب سے خودکشی کرتا ہے۔ وہ رنج و غم ہوتا ہے۔ پس جو شخص رنج و غم سے بچنے کی نیت سے اس دنیا کو چھوڑتا ہے وہ بزدل نہیں تو اور کیا ہے۔ اس کا اپنے آپ کو بہادر کہنا ایسا ہی ہے۔ جیسے کہ کوئی میدان جنگ سے بھاگنے والا سپاہی دوسروں کو بزدل کہے کہ تم کو بھاگنے کی جرأت نہیں ہوئی۔

والسلام۔ خاکسار مرزا محمود احمد

انتظامی مشکلات ۔ اخبار اودھ پنچ نے ملازمین پریس کے متعلق ایک ایسا فقرہ بس آپ درد دل کا اظہار کیا ہے جو کسقدر سخت ہو۔ لیکن اسمیں شک نہیں کہ ان لوگوں کی حقیقت ظاہر کرنے کے لئے اس سے موزون الفاظ مل نہیں سکتے۔ اخبار الفضل بھی چند دنوں سے بے وقت اور بے قاعدہ شائع ہو رہا ہے۔ اور باوجود اس کے کہ بیچارے منیجر صاحب نے اپنی تمام کوشش اور سعی اس نقص کے دور کرنے میں صرف کر دی ہے۔ پھر بھی دیرینہ کارکن ہو کر ابھی تک کوئی اصلاح نہیں کر سکے۔ ان مشکلات کو مدنظر رکھ کر امید ہے کہ ناظرین کرام بے قاعدگی اخبار کے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الفضل
قادیان دارالامان - مورخہ ۹ دسمبر ۱۹۱۶ء

صداقت اس کو کہتے ہیں

مولوی ثناءاللہ کے رُو برُو اسی کے محلّہ کی مسجد میں حضرت مسیح موعودؑ کے کشف پر حلف اُٹھائی گئی

حلف کے متعلق ابتدائی مراحل

ہمارے اخبار کے ناظرین کرام کو یاد ہو گا۔ کہ کچھ دن ہوئے۔ مولوی ثناءاللہ امرتسری نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس مشہور کشف کے متعلق جس میں آپ کے کپڑوں پر سرخی کے چھینٹے پڑے تھے۔ اپنی عادت کے مطابق اہلحدیث مورخہ ۷ جولائی ۱۹۱۶ء میں ایک تمسخرانہ تحریر شائع کی تھی۔ جسکے متعلق ہمنے ۲۹ جولائی ۱۹۱۶ء کے الفضل میں لکھا تھا کہ:۔

"رویاء اور کشوف تعبیر طلب ہوتے ہیں۔ اس کشف کی تعبیر یہ ہے۔ کہ آپ (حضرت مسیح موعود) کا خدا تعالےٰ سے بڑا بھاری تعلق ہے۔ آپ کی دعائیں مقبول ہیں باقی رہا یہ کہ سُرخی حضرت مسیح موعودؑ کے کپڑوں پر مادی رنگ میں بھی پڑ گئی۔ سو یہ ایک واقعہ ہے اس کا انکار کس طرح ہو سکتا ہے۔ ایک بات جو وقوع میں نہیں آئی اس کا تو انکار ہو سکتا ہے۔ لیکن بعد وقوع اس کا انکار نادانی ہے۔ اس واقعہ کے شاہد سے حلفاً مولوی ثناءاللہ دریافت کر سکتے ہیں۔ اور اگر وہ اپنے خیال میں اسکو فرضی اور محض افترا الیقین کرتے ہیں۔ تو ان کو چاہیئے کہ اہلحدیث میں اپنے یقین کے ثبوت میں حلف بلعنۃ اللہ علے الکاذبین شائع کر دیں۔ خدا تعالےٰ خود ہی جھوٹے اور سچے میں امتیاز کر دیگا۔ ورنہ یہ سمجھا جائیگا کہ وہ دل سے اس واقعہ کی صداقت کے قائل ہیں اور بظاہر ایک منافقانہ طرز اختیار کی ہوئی ہے۔"

ان مندرجہ بالا الفاظ کا جب مولوی ثناءاللہ نے ۲۶ ستمبر ۱۹۱۶ء تک کوئی جواب نہ دیا۔ تو ہم نے ۲۶ ستمبر ۱۹۱۶ء کے پرچہ میں اسی واقعہ یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کپڑوں پر سُرخی کے چھینٹے پڑنے کے متعلق اس کے مشاہد مکرمی میاں عبداللہ صاحب سنوری کی حلفیہ شہادت اپنے طور پر شائع کر دی۔

میاں عبداللہ صاحب کی شہادت

جو یہ ہے کہ:۔

"رمضان شریف میں یہ عاجز حاضر خدمت سراپا برکت تھا کہ آخری عشرہ میں ۲۷ تاریخ کو جمعہ تھا۔ اس جمعہ کی صبح کی نماز پڑھ کر حضرت اقدس حسب معمول حجرہ مذکور میں جاکر چارپائی پر لیٹ گئے۔ اور یہ عاجز پاس بیٹھ کر حسب معمول پاؤں مبارک دبانے لگ گیا۔ حتےٰ کہ آفتاب نکل آیا۔ اور حجرہ میں بھی روشنی ہو گئی۔

حضرت اقدس اسوقت کروٹ کے بل لیٹے ہوئے تھے اور مُنہ مبارک پر اپنا ہاتھ کہنی کی جگہ سے رکھا ہوا تھا میرے دل میں اسوقت بڑے سرور اور ذوق سے یہ خیالات موجزن تھے کہ:۔

میں کیا خوش نصیب ہوں۔ کیا ہی عمدہ موقعہ اللہ سبحانہٗ تعالےٰ نے مجھے دیا ہے۔ کہ مہینوں میں مہینہ مبارک رمضان شریف کا ہے۔ اور تاریخ بھی جو ۲۷ ہے۔ مبارک ہے، اور عشرہ بھی مبارک ہے۔ اور دن بھی جمعہ ہے۔ جو نہایت مبارک ہے۔ اور جس شخص کے پاس بیٹھا ہوں۔ وہ بھی نہایت مبارک ہے۔ اللہ اکبر کسقدر برکتیں آج میرے لئے جمع ہیں۔ اگر خداوند کریم اس وقت کوئی نشان حضرت اقدس کا مجھے دکھلا دے۔ تو کیا بعید ہے۔

میں اسی سرور میں تھا۔ اور پاؤں ٹخنہ کے قریب دبا رہا تھا۔ کہ یکایک حضرت اقدس کے بدن مبارک پر لرزہ سا محسوس ہوا۔ اس لرزہ کے ساتھ ہی حضور نے اپنا ہاتھ مبارک مُنہ پر سے اُٹھا کر میری طرف دیکھا۔ اس وقت آپ کی آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے تھے۔ شائد جاری بھی تھے۔ اور پھر اسی طرح مُنہ پر ہاتھ رکھ کر لیٹے رہے۔ جب میری نظر ٹخنہ پر پڑی۔ تو اس پر ایک قطرہ سُرخی کا جو پھیلا ہوا نہیں۔ بلکہ بستہ تھا۔ مجھے دکھلائی دیا میں نے اپنی شہادت کی انگلی کا پھول اس قطرہ پر رکھا۔ تو وہ پھیل گیا۔ اور سرخی میری انگلی کو بھی لگ گئی۔ اس وقت میں حیران ہوا۔ اور میرے دل میں یہ آیت گذری صبغۃ اللہ ومن احسن من اللہ صبغۃ۔ نیز یہ بھی دل میں گذرا۔ کہ اگر یہ اللہ کا رنگ ہے۔ تو اس میں شاید خوشبو بھی ہو۔ چنانچہ میں نے اپنی انگلی سونگھی۔ مگر خوشبو وغیرہ کچھ نہ تھی۔ پھر میں ٹخنہ کی طرف سے کمر کی طرف دبانے لگا۔ تو حضرت اقدس کے کرتہ پر بھی چند داغ سرخی کے گیلے گیلے دیکھے۔ مجھکو نہایت تعجب ہوا۔ اور میں وہاں سے اُٹھ کھڑا ہوا۔ اور حجرہ کی ہر جگہ کو خوب اچھی طرح دیکھا۔ مگر مجھے سرخی کا کوئی نشان حجرہ کے اندر نہ ملا آخر حیران سا ہو کر بیٹھ گیا۔ اور بدستور پاؤں دبانے لگ گیا۔ حضرت صاحب مُنہ پر ہاتھ رکھے لیٹے رہے تھوڑی دیر کے بعد حضور اُٹھ کر بیٹھ گئے۔ اور پھر مسجد مُبارک میں آکر بیٹھ گئے۔ یہ عاجز بدستور پھر کمر وغیرہ دبانے لگ گیا۔

اُس وقت میں نے حضور سے عرض کی کہ حضور پر یہ سُرخی کہاں سے گری۔ پہلے تو ٹال دیا۔ پھر اس عاجز کے اصرار پر وہ سارا واقعہ بیان فرما دیا۔ جسکو حضرت اقدس تفصیل کے ساتھ اپنی کتابوں میں صرح فرما چکے ہیں۔ مگر بیان کرنے سے پہلے اس عاجز کو رویت باری تعالےٰ کا مسئلہ اور کشفی اُمور کا خارج میں وجود پکڑنا حضرت محی الدین عربی کے واقعات سُنا کر خوب اچھی طرح سے ذہن نشین کرا دیا تھا۔ کہ اس جہان میں کاملین کو بعض صفات الٰہیہ جمالی یا جلالی متشکل ہو کر دکھلائی جاتی ہیں۔ پھر حضرت اقدس نے مجھے فرمایا۔ کہ آپ کے کپڑوں پر بھی کوئی قطرہ گرا میں نے اپنے کپڑے اِدھر اُدھر سے دیکھ کر عرض کیا کہ حضرت میرے پر تو کوئی قطرہ نہیں ہے۔ فرمایا۔ اپنی ٹوپی پر (جو سفید ململ کی تھی) دیکھو۔ میں نے ٹوپی اتار کر دیکھی۔ تو ایک قطرہ اُس پر بھی تھا۔ مجھے اسوقت بہت ہی خوشی ہوئی۔ کہ میرے پر بھی ایک قطرہ خدا کی روشنائی کا گرا۔ اس عاجز نے وہ کُرتہ جس پر سرخی گری تھی۔ تبرکاً حضرت اقدس سے

باصرار تمام لے لیا۔ اس عہد پر کہ میں وصیت کر جاؤنگا کہ میرے کفن کے ساتھ دفن کر دیا جائے۔ کیونکہ حضرت اقدس اس وجہ سے اسے دینے سے انکار کرتے تھے کہ میرے اور آپکے بعد اس سے شرک پھیلیگا۔ اور لوگ اس کو زیارت گاہ بنالینگے۔ اور اس کی پُوجا شروع ہو جائیگی۔ غرضیکہ بہت ہی رد و قدح کے بعد دیا۔ جو میرے پاس اسوقت تک موجود ہے۔ اور سُرخی کے نشان اس وقت تک بلاکم و کاست بعینہٖ موجود ہیں۔

یہ ہے سچی عینی شہادت! اگر مَیں نے جھوٹ بولا ہو۔ تو لعنت اللہ علی الکاذبین کی وعید کافی ہے۔ میں خدا کو حاضر ناظر جانکر اور اُسی کی قسم کھاکر کہتا ہوں کہ جو کچھ میں نے لکھا ہے۔ سراسر سچ ہے۔ اگر جھوٹ ہو تو مجھ پر خدا کی لعنت! لعنت!! لعنت!!! مجھ پر خدا کا غضب! غضب!! غضب!!!"

عاجز عبداللہ۔ سنوری

مولوی ثناء اللہ کو حلف دلانے کے لئے دوبارہ اطلاع

چونکہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے ہماری ۲۹ جولائی ۱۹۱۶ء کے الفضل میں شائع شدہ تحریر کا جس میں میاں عبداللہ صاحب سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کپڑوں پر سُرخی کے چھینٹے پڑنے کے متعلق حلفاً دریافت کرنے کے لئے کہا گیا تھا۔ اس وقت تک کوئی جواب نہیں دیا تھا۔ اس لئے ہم نے میاں عبداللہ صاحب کی مندرجہ بالا شہادت کو شائع کرتے ہوئے اس کی طرف مکرر توجہ دلائی۔ اور ان کی طرف سے یہ الفاظ بھی شائع کر دیئے کہ:۔

"حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے حکم کے ماتحت اس کشف کے متعلق ثناء اللہ کے رُوبرُو مجمع عام میں جس جگہ ثناء اللہ چاہے۔ اور جن الفاظ میں چاہے۔ یہ عاجز قسم کھانے کو تیار ہے۔ نیز یہ عاجز مباہلہ کے لئے بھی حاضر ہے غرضیکہ وہ جس طرح بھی چاہے۔ اطمینان کرلے۔"

اس سے ہماری یہ غرض تھی کہ اگر مولوی ثناء اللہ نے میاں عبداللہ صاحب سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کپڑوں پر سُرخی کے چھینٹے پڑنے کے متعلق ہماری پہلی تحریر سے حلف دلانے پر آمادگی ظاہر نہیں کی۔ تو اب جبکہ حلف اُٹھانیوالا شخص اس کو حلف لینے کے لئے بلاتا ہے۔ تو وہ اس کے لئے آمادہ ہوجائے۔

حلف لینے پر مولوی ثناء اللہ کی آمادگی اور ہمارا جواب

چنانچہ ان الفاظ کے شائع ہونے کا یہ نتیجہ ہُوا۔ کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے اپنے اخبار اہلحدیث مورخہ ۶۔ ۱۳ اکتوبر ۱۹۱۶ء کے پرچہ میں لکھ دیا کہ:۔

"ہم اس کے جواب میں راقم مضمون کو ایڈیٹر الفضل کی معرفت اطلاع دیتے ہیں کہ وہ ۱۳ اکتوبر جمعہ کے روز ہمارے محلہ کی مسجد میں جہاں میں صبح کو ترجمہ درس قرآن شریف کا درس دیتا ہوں۔ ۶ بجے صبح کے آئیں۔ اور اپنے اقرار کے مطابق ہمارے پیش کردہ الفاظ سے قسم کھا جائیں بس یہ ہے آپ کا مختصر جواب۔ کیا آئینگے۔ دیدہ باید۔"

اس کے جواب میں ہم نے ۲۱ اکتوبر ۱۹۱۶ء کے الفضل میں لکھا کہ:۔

"مولوی ثناء اللہ نے ہماری معرفت میاں عبداللہ صاحب سنوری کو اس بات کی اطلاع دینی چاہی ہے کہ وہ اپنے محلہ کی مسجد میں قسم کھلانے کی تکلیف برداشت کرنے کے لئے تیار ہیں۔ لیکن پیشتر اس کے کہ ہم یہ بات ان تک پہنچائیں۔ مولوی ثناء اللہ کو یہ کہدینا ضروری سمجھتے ہیں کہ اگر تم میں اتنی بھی جرأت نہیں ہے کہ "مجمع عام" میں قسم کھلاؤ۔ اور اپنی مسجد کو ہی کوئیں کے مینڈک کی طرح سارا عالم سمجھے ہوئے ہو۔ تو میاں عبداللہ صاحب وہاں بھی **اس کشف کے متعلق اپنے تحریر کردہ الفاظ کے مطابق قسم کھانے کے لئے تیار ہو جائینگے۔** تاکہ دروغ گورا تا بخانہ باید رسانید کی مثل پوری ہو جائے لیکن کیا تم بھی اپنے ہی مجمع اور اپنی ہی مسجد میں ہمارے پیش کردہ الفاظ میں قسم کھانے کے لئے تیار ہوگے؟ اور اگر نہیں تو کیا میاں عبداللہ صاحب کے قسم کھا لینے کے بعد اس کشف کی صداقت میں تمہیں کسی قسم کا شک و شبہ نہیں رہے گا۔ اور اس بات کا اعلان کر دوگے۔ ہمارے اس واجبی مطالبہ کا جواب آنے پر ہم میاں عبداللہ صاحب سنوری کی طرف سے مولوی ثناء اللہ کا جواب انشاء اللہ شائع کر دینگے۔"

مولوی ثناء اللہ کی دروغ بیانی اور ہمارا امرتسر پہنچنا۔

ہماری اس تحریر کا بھی مولوی ثناء اللہ سے جب کوئی جواب نہ بن پڑا تو اس نے نہایت ڈھٹائی سے اپنے اخبار اہلحدیث مورخہ ۱۷ نومبر ۱۹۱۶ء میں "حلف سے بھاگا" کا عنوان جماکر ہمارے متعلق لکھ دیا کہ:۔

"جن کا امام۔ نبی۔ رسول سامنے نہ آیا۔ وہ کیا آئینگے۔"

اس کا جواب ہمنے اخبار میں دینا اس لئے مناسب نہ سمجھا کہ ہم نے سمجھ لیا تھا کہ مولوی ثناء اللہ سوائے یہ لکھ دینے کے کہ میں حلف دلانے کے لئے تیار ہوں۔ ہماری کسی بات کا کوئی جواب نہیں دینا چاہتا۔ جس سے اس کی یہ غرض ہے کہ حلف دلانے کا موقعہ ہی نہ آئے اور میں یہ لکھ سکوں کہ حلف سے بھاگ گئے۔ چونکہ اخبار کے ذریعہ یہ معاملہ طے ہوتا نظر نہیں آتا تھا۔ اس لئے خاکسار ایڈیٹر الفضل اور میر قاسم علی صاحب۔ میاں عبداللہ صاحب سنوری کے ساتھ ۲۵ نومبر ۱۹۱۶ء کو امرتسر پہنچ گئے۔ تاکہ مولوی ثناء اللہ پر ہر طرح اتمام حجت کر دی جائے۔

مولوی ثناء اللہ کے نام پہلا رقعہ

ہم نے اسی دن ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب پریزیڈنٹ انجمن احمدیہ امرتسر کی طرف سے مولوی ثناء اللہ کے نام یہ رقعہ لکھوایا کہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

امرتسر

جناب مولوی ثناء اللہ صاحب ایڈیٹر اخبار اہلحدیث

بعد ما وجب واضح ہو کہ حسب قرارداد آپکے جناب مکرم مولوی عبداللہ صاحب سنوری حلف اُٹھانے کے لئے تشریف لے آئے ہیں۔ یہ حلف وہ اپنے اس بیان کے متعلق جو کشف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں الفضل میں شائع فرما چکے ہیں۔ اٹھانے کے لئے سفر کی صعوبت اُٹھاکر آج یہاں پہنچ گئے ہیں۔ آپ مطلع فرماویں کہ کس جگہ آپنے حلف لینے کا انتظام کیا ہے۔ اور کس وقت؟ براہِ مہربانی جواب اسی وقت مرحمت فرمادیں۔ عنایت ہوگی

کرم الٰہی پریزیڈنٹ انجمن احمدیہ امرتسر ۲۵/۱۱/۱۶

مولوی ثناء اللہ کا جواب۔

اس کا جواب مولوی ثناء اللہ صاحب نے یہ دیا کہ:۔

"ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب! آپکا رقعہ ملا۔ میں اس کا

جواب اخبار اہلحدیث میں دے چکا ہوں کہ ہمارے محلہ کی مسجد میں جہاں میں صبح درس قرآن مجید کا دیتا ہوں۔ منشی عبداللہ حلف اٹھا جاویں۔ پس آپ منشی عبداللہ کو کہدیویں کہ پرسوں صبح ۷ بجے آجاویں۔

ابو الوفا ثناء اللہ ایڈیٹر اہلحدیث ۲۵/۱۱/۱۶

ہمارا دوسرا رقعہ

مولوی ثناء اللہ کے اس جواب کے بعد ہم نے مناسب سمجھا کہ جب مولوی صاحب نے خود حلف دلانے کے لئے ایک دن کا وقفہ ڈال دیا ہے۔ تو اس دن وہ امور طے ہو جانے چاہئیں۔ جن کا حلف سے بہت بڑا تعلق ہے تاکہ حلف دلانے کے وقت کسی قسم کی بدمزگی نہ پیدا ہو سکے۔ اس غرض کے لئے ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب نے مندرجہ ذیل رقعہ مولوی ثناء اللہ کے نام لکھا:۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

امرتسر

"بخدمت میاں ثناء اللہ صاحب ایڈیٹر اخبار اہلحدیث

بعد ما وجب گذارش ہے کہ آپ نے کل شب کو منشی عبداللہ صاحب کے حلف اٹھانے کے لئے تشریف لانے کی اطلاع پر ۲۷ نومبر ۱۹۱۶ء حلف کے لئے پیر کے دن کی صبح مقرر فرمائی ہے۔ جس کے لئے ہم آپ کے مشکور ہیں۔ اب قبل از حلف چند ضروری امور کا تصفیہ مناسب ہے۔ تاکہ کل صبح کو اصل کارروائی میں پھر دیر نہ ہو جائے۔ امید ہے کہ آپ مندرجہ ذیل امور کے متعلق مناسب جواب سے مطلع فرما دینگے ؛

(۱) آپ نے اپنی مسجد میں حلف دلانی چاہی ہے۔ جو ہم کو منظور ہے۔ اس لئے آپ ایک تحریر مشعر حفظ امن اپنے ہاتھ سے قلمبند کر کے بھیجدیں۔ جس میں یہ مضمون ہو کہ منشی عبداللہ صاحب اور ان کے ساتھ جسقدر احمدی ہوں گے ان سب کے جذبات کا ہم پورا لحاظ کرینگے۔ اور کسی قسم کا ہتک آمیز کلمہ یا اشارہ اُن کے یا ان کے پیشوا مرزا صاحب کے اور ان کے ہمراہیوں کے متعلق ہماری طرف سے سرزد نہ ہوگا۔ اور سب کی حفظ آبرو کے ہم (ثناء اللہ) ذمہ دار ہوں گے ؛

(۲) شہادت منشی عبداللہ صاحب مندرجہ الفضل مورخہ ۲۶ ستمبر ۱۹۱۶ء صفحہ گیارہ ۱۱ کے لئے منشی صاحب کو کن الفاظ میں آپ حلف دینا چاہتے ہیں۔ وہ الفاظ قلمبند کر کے بھیجدیں۔ کہ منشی صاحب اپنی شہادت مذکورہ الفضل کو ان الفاظ سے بیان کریں۔ یہ اس لئے ضروری ہے کہ کل کو حلف نامہ کے تعیین میں وقت نہ ضائع ہو۔ پہلے سے آپ وہ الفاظ جن پر آپ کو بیان مندرجہ الفضل کی قسم لینی ہے۔ مقرر فرما دیں۔ کل کسی قسم کی کوئی تقریر فریقین کی طرف سے اس مجمع میں نہیں ہوگی۔ صرف منشی عبداللہ صاحب آپ کے مقرر کردہ الفاظ کے مطابق اپنے بیان مندرجہ الفضل پر قسم کھا کر چلے آئینگے۔ منشی صاحب کے حلف اٹھا لینے کے بعد آپ کو یہ لکھ کر دینا ہوگا۔ کہ اس کشف کے متعلق میرے مقرر کردہ الفاظ میں منشی عبداللہ صاحب نے حلف اُٹھائی ہے۔

(۳) اس قسم کے متعلق آپ مندرجہ ذیل امور میں سے کس امر کو اپنے یا ہمارے لئے مفید قرار دیتے ہیں
(ا) آیا بعد حلف آپ اس کشف کو صحیح تسلیم کر لینگے یا
(ب) آئندہ ایسا اعتراض کرنا چھوڑ دینگے۔ یا
(ج) بالمقابل اس کشف کے جعلی اور افترا ہونے پر ہمارے مقرر کردہ الفاظ پر حلف اُٹھائینگے۔ یا (د) اس حلف سے صرف اپنی اخباری نمائش اور ہماری تکلیف مقصود بالذات ہے، اور کوئی غرض نہیں؟ کیونکہ آخر کوئی غرض بھی تو اس کی ہونی ضروری ہے۔ جواب سے جلدی مطلع فرما دیں "

کرم الٰہی - ۲۶ نومبر ۱۹۱۶ء

اس رقعہ کی مولوی ثناء اللہ نے رسید تو دے دی۔ جو یہ ہے "۲۶/۱۱/۱۶ - رقعہ مرسلہ ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب بدست مستری الٰہ بخش پہنچا" خاکسار ثناء اللہ

لیکن جواب نہ دیا۔ تو دوبارہ یہ رقعہ لکھا گیا:۔

ہمارا تیسرا رقعہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

امرتسر

جناب میاں ثناء اللہ صاحب (مولوی فاضل) ایڈیٹر اخبار اہلحدیث

آپ نے ہمارے جائز اور ضروری امور کے متعلق اس وقت تک کوئی جواب نہیں دیا۔ جس سے ہم کل صبح کو حسب الطلب آپ کے منشی عبداللہ صاحب کو لیکر آپ کی مسجد میں آتے اور منشی صاحب حلف اُٹھاتے۔ کیونکہ جب تک آپ کی جانب سے ہمارے اطمینان کے لئے حفظ امن وغیرہ کی ذمہ داری نہ ہو جائے۔ ہم کس طرح ایک غیر مامون جگہ میں آسکتے ہیں۔ دوم وہ الفاظ جن میں آپ منشی صاحب کے بیان مندرجہ الفضل پر حلف لینا چاہتے ہیں تعیین فرما دیں۔ تاکہ صبح کو اس کے متعلق وقت ضائع نہ ہو۔ پہلے سے الفاظ پسندیدہ جناب موجود ہونگے۔ تو منشی صاحب آپ کی مسجد میں انہی الفاظ سے اپنے بیان الفضل پر حلف اُٹھا لینگے۔ یہ ہر دو مطالبہ کوئی غیر ضروری نہیں ہیں۔ تیسرے قسم سے غرض کیا ہے؟ اور یہ کہ کوئی تقریر فریقین میں سے اس کے متعلق اس وقت نہ ہوگی بجز حلف کے۔ یہ بھی صاف بات ہے، اور مفید۔ اور پھر آپ سے اس تحریر کا مطالبہ کہ جب آپ کے مقرر کردہ الفاظ پر منشی صاحب قسم کھا چکیں۔ تو آپ لکھ دیں کہ میری منشاء اور تحریر کے مطابق منشی عبداللہ صاحب نے حلف اُٹھائی بنابریں یہ سب امور آج ہی طے ہونے ضروری ہیں۔ اگر آپ ان کا کوئی جواب آج نہ دیں۔ اور نہ حفظ امن کے ذمہ دار بنیں۔ تو ہم آپ کی مسجد میں ایسی حالت میں جبکہ ہمیں عوام سے اطمینان نہیں آنے کے لئے طیار نہیں ہیں۔ آپ ہماری مسجد میں تیس آدمی تک اپنے ہمراہ لیکر کل نو بجے قبل از دوپہر آجاویں۔ ہم آپ کے حفظ امن کے ذمہ دار ہیں۔ یہاں آکر حلف لے لیں۔ اس کے متعلق آج ہی اطلاع دیں - ۲۶/۱۱/۱۶ - بوقت ظہر

ڈاکٹر کرم الٰہی

پہلے رقعہ کی مولوی صاحب نے بڑے اصرار سے رسید تو دے دی تھی۔ لیکن اس کی رسید تک دینے سے انکار کر دیا۔ اور کہدیا کہ اگر منشی عبداللہ نے قسم کھانی ہے تو آکر کھا جائے۔ میں کسی بات کا جواب نہیں دوں گا۔

ہم مولوی ثناء اللہ کے گھر تک پہنچے

مولوی ثناء اللہ کے اس زبانی جواب کے بعد اگر ہم واپس چلے آتے تو کوئی عقلمند اور دانا انسان ہم پر کسی قسم کا حرف نہیں رکھ سکتا تھا

کیونکہ ہم نے جن امور کے متعلق مولوی ثناء اللہ سے فیصلہ کرنا چاہا تھا۔ وہ نہایت ضروری اور لازمی ہونے کے ساتھ ہی نہایت معقول اور پختہ تھے۔ لیکن ان کا جواب دینا تو درکنار رسید تک دینے سے مولوی صاحب نے انکار کر دیا تھا۔ مگر ہم نے توکل علی اللہ یہی ارادہ کیا۔ کہ ایک دفعہ تو ضرور مولوی ثناء اللہ کے گھر تک پہنچیں گے۔ خواہ وہ ہمارے راستہ میں کتنی ہی کاوٹیں پیدا کرتا پھرے۔ چنانچہ ہم ۷ تاریخ کو وقت مقررہ سے بھی پیشتر مولوی صاحب کی مقرر کردہ جگہ پر پہنچ گئے۔ تاکہ مولوی صاحب کی قرآن دانی کا بھی اندازہ لگا سکیں۔ لیکن مولوی صاحب نے مسجد کے بیرونی دروازہ پر ہی ایک آدمی کھڑا کر رکھا تھا جس نے ہمیں دور سے ہی دیکھ جھٹ اندر اطلاع کر دی۔ اور مولوی صاحب نے درس دینا بند کر دیا۔ جب ہم مسجد میں داخل ہوئے تو مولوی صاحب کے پاس کوئی تیس ۳۰ کے قریب آدمی بیٹھے تھے۔ جن میں سے کچھ طالب علم بھی تھے۔ معلوم ہوتا ہے۔ مولوی صاحب کے تمام آشناؤں کی امرتسر ایسے بڑے شہر میں صرف اسی قدر تعداد ہے۔ کیونکہ قسم دلانے کے لئے جو انہوں نے ایک دن کی مہلت لی تھی۔ وہ انہی لوگوں کو جمع کرنے کے لئے لی ہوگی۔ خیر یہ تو ایک جملہ معترضہ تھا۔

ہم مولوی ثناء اللہ کے محلہ کی مسجد میں

ہمارے آدمی مولوی ثناء اللہ اور اس کے آدمیوں کے مقابل ایک طرف بیٹھ گئے۔ مولوی صاحب نے رسمی الفاظ میں ہمارے آنے کا شکریہ ادا کیا۔ اور سب سے پہلے یہ بات پیش کی۔ کہ چونکہ میں حلف کھلانے والا اور منشی عبداللہ صاحب حلف کھانے والے ہیں اس لئے یہاں جسقدر گفتگو ہوگی وہ ہم دونوں میں ہی ہوگی۔ تیسرے کسی شخص کو بولنے کی اجازت نہ ہوگی۔ اس بات کو ہم نے بھی منظور کر لیا۔ یہ بات مولوی ثناء اللہ نے کیوں کہی۔ اور اس کی کیا ضرورت پیش آئی۔ اس کے متعلق صرف اسقدر بتا دینا کافی ہے۔ کہ میر قاسم علی صاحب پر اس کی نظر جا پڑی تھی۔ جو اس کے عین بالمقابل بیٹھے تھے۔ جن کے نام سے اس کا لہو خشک ہوتا ہے۔ دوسرے اس نے شائد گمان کیا ہوگا۔ کہ میاں عبداللہ صاحب ایک پرانی وضع کے آدمی ہیں۔ میں ان کو اپنے دام تزویر میں پھنسا لوں گا۔ لیکن نادان کو معلوم نہ تھا کہ خدا تعالیٰ جس کے ساتھ ہو۔ اس کو کوئی بڑے سے بڑا شریر اور مکار انسان بھی اپنے داؤں پیچ میں نہیں لا سکتا۔ چنانچہ اس بات کا ثبوت مولوی ثناء اللہ کو اسی وقت مل گیا ؛

مولوی ثناء اللہ کی پہلی ناکامی

اس کے بعد اس نے کہا کہ میں تجویز کرتا ہوں کہ اس مجمع کے دو پریزیڈنٹ ہوں۔ ایک ہماری طرف سے۔ اور ایک آپ کی طرف سے۔ میں فلاں کو (اس شخص کا نام لیکر) مقرر کرتا ہوں۔ آپ بھی اپنے میں سے کسی کو مقرر کر دیں۔ اس کے متعلق میاں عبداللہ صاحب نے کہا کہ یہاں نہ تو کوئی مباحثہ ہے نہ مناظرہ۔ میں نے قسم کھانی ہے۔ اور آپ نے کھلانی ہے۔ اس کے لئے پریزیڈنٹوں کی کیا ضرورت ہے۔ آپ وہ الفاظ پیش کیجئے۔ جن میں آپ مجھ سے اس واقعہ کے متعلق جو میں نے ۲۶ ستمبر ۱۹۱۶ء کے الفضل میں شائع کیا ہے۔ حلف لینا چاہتے ہیں تاکہ میں حلف اٹھاؤں۔ میاں عبداللہ صاحب کے یہ کہنے پر مولوی ثناء اللہ کے دل سے پریزیڈنٹ مقرر کرنے کی تجویز اس طرح کافور ہو گئی جیسے گدھے کے سر سے سینگ۔ اور پھر اسے جرأت نہ ہوئی کہ اس کے متعلق کچھ اور کہتا ؛

دوسری ۲ ناکامی

اس کے بعد میاں عبداللہ صاحب نے الفاظ حلف طلب کئے۔ تو مولوی ثناء اللہ نے کہا کہ پہلے میں حاضرین کو اس واقعہ کے متعلق جو کچھ اخباروں میں لکھا گیا ہے۔ وہ بتا دوں۔ تا وہ اصل بات کو سمجھ سکیں۔ ہم نے اس بات کو منظور کر لیا۔ اور مولوی ثناء اللہ نے اپنے اخبار مورخہ ۷ جولائی ۱۹۱۶ء میں جو کچھ لکھا تھا۔ وہ پڑھ کر سنایا۔ اور اس کے مقابلہ میں ۲۹ جولائی ۱۹۱۶ء کے الفضل میں "حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک کشف پر حملہ اور اس کا جواب" کے عنوان کے نیچے جو کچھ اس کا جواب دیا گیا ہے۔ اس کی چند ابتدائی سطریں پڑھ کر جن میں قریباً اسی کے ۷ جولائی ۱۹۱۶ء والے پرچہ کے اعتراض کو دہرایا گیا تھا۔ اور آگے وہ عبارت پڑھنی چھوڑ دی۔ جس میں اس کے اعتراض کا جواب دیا گیا تھا۔ تاکہ اس کے اعتراض کا ہماری طرف سے جو نہایت دندان شکن جواب دیا گیا ہے۔ وہ سامعین کو معلوم نہ ہو۔ اس پر میں نے (راقم الحروف) مولوی ثناء اللہ صاحب کو کہا کہ آگے بھی پڑھئے۔ چھوڑ کیوں دیا ہے۔ میرے اس کہنے پر مولوی ثناء اللہ کو مضمون کا اگلا حصہ بھی پڑھنا ہی پڑا۔ جس کا یہ فائدہ ہوا۔ کہ اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کشف پر جو اعتراض کیا تھا۔ وہ رد ہو گیا۔ اور اس طرح اسے سامعین کے دلوں پر اپنا اعتراض جمانے میں ناکامی ہوئی

مولوی ثناء اللہ کے پیش کردہ الفاظ اور انکی نامعقولیت

اس کے بعد مولوی ثناء اللہ نے اپنے الفاظ پڑھکر سنائے۔ لیکن ہماری حیرانی اور حیرت کی اس وقت کوئی حد نہ رہی۔ جب اس نے بجائے اس کے کہ حلف کے الفاظ مقرر کرتا۔ اپنی طرف سے ایک نیا واقعہ لکھ کر پیش کر دیا۔ اور میاں عبداللہ صاحب کو کہا کہ اس کے متعلق قسم کھائیے ؛

ہمیں مولوی صاحب کے فہم و فراست اور عقل و فکر کا دور بیٹھکر اندازہ لگانے کا تو کئی دفعہ موقعہ مل چکا تھا۔ لیکن اپنی آنکھوں کے سامنے بٹھا کر اس کی حماقت آفرینی کا نظارہ دیکھنے کا بہت کم اتفاق ہوا تھا۔ شکر ہے کہ یہ حسرت بھی باقی نہ رہی۔ اور ۷ نومبر ۱۹۱۶ء کی صبح کو میاں عبداللہ صاحب کے سامنے حلف کے الفاظ پیش کرتے ہوئے اس نے پوری کر دی۔ امید ہے کہ ہمارے ناظرین بھی جب ان الفاظ کو پڑھیں گے۔ تو انہیں بھی مولوی ثناء اللہ کی نادانی کا یقین ہو جائیگا۔ وہ الفاظ یہ ہیں :-

"حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے جو اپنا کشف کتاب تریاق القلوب کے صفحہ ۳۴ پر لکھا ہے جس کا خلاصہ مضمون یہ ہے کہ مرزا صاحب نے احکام قضا و قدر دنیا کے لکھ کر خدا تعالیٰ سے اس پر دستخط کرائے۔ میں خدا تعالیٰ کو حاضر و ناظر جانکر اسی کے نام کی قسم کھا کر شہادت دیتا ہوں کہ میں نے مرزا صاحب کو قضاء و قدر کی مسل مذکور لکھتے۔ اور خدا کے سامنے پیش کرتے۔ اور خدا کو اس پر دستخط کرتے دیکھا"

دستخط ثناء اللہ ۱۶ ۲۷ نومبر

ناظرین کرام مولوی ثناء اللہ کے ان الفاظ کو پڑھیں۔ اور ہمارے ان الفاظ کو پیش نظر رکھیں۔ جن میں ہم نے مولوی صاحب کو حلف دلانے کے لئے کہا تھا۔ ہمارے الفاظ یہ تھے :-

"رؤیا یہ کہ سرخی حضرت مسیح موعود کے کپڑوں پر مادی رنگ میں بھی ٹپک گئی۔ سو یہ ایک واقعہ ہے۔ اس کا

انکار کس طرح ہو سکتا ہے۔ ایک بات جو وقوع میں نہیں آئی
اس کا تو انکار ہو سکتا ہے۔ لیکن بعد وقوع اس کا انکار
نادانی ہے۔ اس واقعہ کے شاہد سے حلفاً
مولوی ثناء اللہ دریافت کر سکتے ہیں ؎

یہ الفاظ صاف پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ ہم نے مولوی ثناء اللہ کو کس واقعہ پر حلف دلانے کے لئے کہا تھا یہی کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کپڑوں پر مادی رنگ میں بھی سُرخی کے چھینٹے پڑ گئے۔ اسی واقعہ کے متعلق میاں عبداللہ صاحب سنوری نے اپنی حلفیہ شہادت نہایت شرح و بسط کے ساتھ لکھ کر ہمارے پاس بھیجدی جسے ہم نے ۲۶ ستمبر ۱۹۱۶ء کے پرچہ میں شائع کر دیا اور ساتھ ہی میاں عبداللہ صاحب کی طرف سے یہ بھی شائع کر دیا کہ:۔

"اس کشف کے متعلق ثناء اللہ کے رُوبرو مجمع عام میں جس جگہ ثناء اللہ چاہے اور جن الفاظ میں چاہے یہ عاجز قسم کھانے کے لئے تیار ہے۔"

یہ کیوں لکھا گیا؟

اس لئے کہ چونکہ ہم نے الفضل مورخہ ۹ جنوری ۱۹۱۶ء میں لکھا تھا۔ کہ مولوی ثناء اللہ میاں عبداللہ صاحب سے حلفاً پوچھ لے کہ آیا سُرخی کے چھینٹے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کپڑوں پر پڑے تھے یا نہیں؟ لیکن مولوی ثناء اللہ کو حلفاً پوچھنے کی جرأت تاحال نہ ہوئی تھی اب جبکہ ہم نے میاں عبداللہ صاحب کی حلفیہ شہادت شائع کی۔ تو ہو سکتا تھا کہ ثناء اللہ حلف دلانے کی جرأت نہ کر سکنے کو اس عذر کے پردہ میں چھپا دیتا۔ کہ جب میاں عبداللہ صاحب نے خود حلفیہ شہادت شائع کر دی ہے۔ تو پھر میرے حلف دلانے کی کیا ضرورت! اس لئے ہم نے میاں عبداللہ صاحب کی شہادت کو شائع کرتے ہوئے درج کیا۔ کہ میاں عبداللہ صاحب اب بھی مجمع عام میں قسم کھانے کے لئے تیار ہیں۔ جہاں چاہو ان سے قسم کھلا لو۔ دوسرے ہم نے یہ اس لئے بھی لکھا۔ کہ کوئی کہہ سکتا ہے کہ اپنے گھر بیٹھ کر اور اپنے ہی الفاظ میں تو ہر ایک شخص حلف اُٹھا سکتا ہے۔ لیکن ایک مجمع عام میں دوسرے کے پیش کردہ لفظ حلف میں قسم کھانا اسی انسان کا کام ہو سکتا ہے۔ جو اپنے بیان میں بالکل سچا اور راست باز ہو چونکہ میاں عبداللہ صاحب کو اپنی شہادت میں سچا ہونے پر ایسا ہی یقین تھا۔ جیسا کہ ہر ایک راست باز کو ہوا کرتا ہے اس لئے انہوں نے مجمع عام میں ثناء اللہ کے الفاظ حلف میں بھی حلف اُٹھانے کا اعلان کر دیا۔ تیسرے ممکن تھا کہ میاں عبداللہ صاحب حضرت مسیح موعود کے کپڑوں پر سُرخی کے چھینٹے پڑنے کے واقعہ کے متعلق اپنی تحریری شہادت مطبوعہ الفضل مورخہ ۲۶ ستمبر ۱۹۱۶ء کے اخیر میں جو اس طرح حلف اُٹھائی تھی کہ:۔

"یہ ہے سچی عینی شہادت! اگر میں نے جھوٹ بولا ہو تو لعنت اللہ علی الکاذبین کی وعید کافی ہے۔ میں خدا کو حاضر ناظر جان کر اور اسی کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جو کچھ میں نے لکھا ہے۔ سراسر سچ ہے۔ اگر جھوٹ ہو۔ تو مجھ پر خدا کی لعنت! لعنت!! لعنت!!! مجھ پر خدا کا غضب! غضب!! غضب!!!"

یہ حلفیہ الفاظ مولوی ثناء اللہ کے نزدیک کچھ وقعت نہ رکھتے ہوں وہ خدا تعالےٰ کی لعنت کو ایک معمولی بات سمجھتا۔ اور خدا تعالےٰ کا غضب اسکے نزدیک کوئی بڑی بات نہ ہوتی۔ بلکہ وہ دنیا کے مال و اموال یا اولاد کو خاص قدر و منزلت کی نظر سے دیکھتا یا اس چند روزہ زندگی اور دنیاوی آرام و آسایش کو نعمت غیر مترقبہ سمجھتا اس لئے کہہ دیا گیا۔ کہ جن الفاظ میں تم چاہو انہیں میں قسم کھلا کر اپنی تسلی کرالو۔ میاں عبداللہ صاحب اس کے لئے بھی تیار ہیں۔ یعنی تمہارے نزدیک اگر مال و اموال ہی سب سے بڑھ کر نعمت ہے۔ اور اس کے چلے جانے کو تم سب سے بڑا عذاب سمجھتے ہو۔ تو میاں عبداللہ صاحب یہ کہنے کے لئے بھی تیار ہیں کہ اگر میں نے اس واقعہ کے بیان کرنے میں جھوٹ بولا ہے۔ تو میرا مال و اموال سب تباہ ہو جائے یا اور جو چیز کہ تمہارے نزدیک نہایت پسندیدہ ہے۔ اسکو حلف میں رکھ دو۔

مولوی ثناء اللہ کا حلف کھلانے سے گریز اور اس میں ناکامی

یہی مصلحت میاں عبداللہ صاحب کی حلفیہ شہادت الفضل میں شائع ہونے کے باوجود مولوی ثناء اللہ کو مجمع عام میں اور اُسی کے پیش کردہ الفاظ میں قسم کھلانے کی۔ لیکن چونکہ مولوی ثناء اللہ خوب جانتا تھا۔ کہ وہ دل جس میں سچائی اور راستی کا جوش موجزن ہے۔ اور وہ سینہ جس میں صداقت اور حقانیت جوش مار رہی ہے، کبھی کسی بڑے سے بڑے مجمع اور سخت سے سخت الفاظ حلف میں بھی حلف اُٹھانے سے باز نہیں رہ سکتا۔ اس لئے اس نے محض اس لئے کہ میں یہ لکھ سکوں کہ میرے سامنے میاں عبداللہ صاحب نے حلف نہیں اُٹھائی۔ اپنے پاس سے ایسے الفاظ مقرر کر دئے۔ جن کا ان تمام تحریروں سے کوئی بھی تعلق نہ تھا۔ جو اس حلف کے متعلق الفضل یا اہلحدیث میں شائع ہوئی تھیں۔ اگر مولوی ثناء اللہ میں کچھ بھی تقویٰ کا مادہ ہوتا۔ اور وہ کسی معاملہ کے متعلق خدا تعالےٰ کی قسم کھانے کو کچھ بھی وقعت کی نگاہ سے دیکھتا تو وہ کبھی بھی ایک ایسا واقعہ لکھ کر جس کے متعلق شاہد موصوف نے اپنی کسی تحریر میں اشارتاً یا کنایتاً بھی شاہد ہونے کا ذکر نہیں کیا تھا۔ اسپر قسم کھانے کو نہ کہتا۔ لیکن چونکہ اس کی ساری سعی اور کوشش یہی تھی کہ کسی طرح اس کے روبرو حلف نہ ہو۔ اس لئے اس نے اپنے پاس سے غیر متعلق فقرے گھڑ کر پیش کر دئے۔ اس نے اپنے خیال میں تو یہ بہت عمدہ تجویز سوچی ہو گی۔ لیکن اُسے یہ خیال نہ آیا کہ میں اس بے ہودہ تجویز سے جس میں واقعہ آفرینی سے کام لیا گیا ہے۔ اپنی نادانی اور بے وقوفی کا اپنے ہاتھوں ثبوت بہم پہنچا رہا ہوں۔ ہم مولوی ثناء اللہ کے اُن الفاظ کو اُوپر لکھ آئے ہیں۔ ناظرین کرام ان کو پڑھیں۔ اور دیکھیں۔ کہ کیا مولوی ثناء اللہ نے عقل و فکر کو بالکل جواب دیکر وہ الفاظ نہیں لکھے۔ اس کو کہا تو یہ گیا تھا۔ کہ میاں عبداللہ صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کشف کے متعلق جو کچھ دیکھا ہے۔ اس دیکھے ہوئے واقعہ کی نسبت جن الفاظ میں چاہو قسم کھلا لو۔ لیکن مولوی ثناء اللہ کہتا ہے۔ کہ میاں عبداللہ صاحب اس بات کے متعلق حلف اُٹھائیں کہ:۔

"میں نے مرزا صاحب کو قضاء و قدر کی مسل مذکور لکھتے اور خدا کے سامنے پیش کرتے اور خدا کو اُسپر دستخط کرتے دیکھا۔"

عقلمند اور بغض و تعصب سے پاک انسان نہایت آسانی سے اس بات کو سمجھ سکتے ہیں کہ مولوی ثناء اللہ نے ان الفاظ کو پیش کر کے اپنی نادانی اور جہالت پر مُہر لگا دی ہے۔

حلف کس بات پر لی جا سکتی ہے!

کیا صفحۂ عالم پر کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ ایک شخص کسی واقعہ کے متعلق حلفیہ شہادت دینے پر آمادہ ہو۔ تو اس کو کہا جائے کہ جو واقعہ تم نے دیکھا ہے۔ اس کے متعلق ہم حلف نہیں لینا چاہتے بلکہ ہم جو واقعہ تمہارے سامنے پیش کرتے ہیں۔ اسپر حلف اُٹھاؤ

ہرگز نہیں۔ عدالتوں اور کچہریوں میں ہر روز ہزاروں آدمی حلفیہ شہادتیں دینے کے لئے آتے ہیں۔ لیکن کبھی یہ نہیں ہؤا۔ کہ کسی شاہد کو عدالت نے ایک ایسے واقعہ کے متعلق حلف اُٹھانے کے لئے کہا ہو۔ جسکے دیکھنے کا اُسے اقرار نہ ہو۔ بلکہ عدالت اُسی واقعہ پر حلف لیا کرتی ہے۔ جسکے دیکھنے کا شاہد اقرار کرتا ہو۔ اور الفاظ قسم مقرر کرنے عدالت کا کام ہؤا کرتا ہے۔ مثلاً اگر کسی مسلمان شاہد سے کسی واقعہ کے متعلق حلفیہ شہادت لی جائے۔ تو اُسے عدالت کہیگی کہ تم قرآن کریم کی حلف اُٹھا کر بیان کرو۔ اور اگر کسی سکھ شاہد سے حلفیہ شہادت لیجائے تو اُسے کہا جائے گا کہ تم گرنتھ صاحب کی حلف اُٹھا کر شہادت دو۔ اسی طرح عدالت جس شخص کے لئے جن الفاظ میں حلف ضروری سمجھے گی۔ وہی اُسے دیگی نہ کہ اُسے یہ کہے گی۔ کہ تم حلف اُٹھا کر بیان کرو کہ یہ واقعہ جو ہم نے تمہیں بتایا ہے۔ سچا ہے ؛

پھر کبھی کوئی عدالت ایک ایسے واقعہ کے متعلق کسی ایسے شاہد کی حلفیہ شہادت کو منظور نہیں کریگی۔ جسکے دیکھنے اور معلوم ہونے کا شاہد کو اقرار نہیں ہے۔ کیونکہ اس طرح شہادت دینے والے کے جھوٹے ہونے میں کوئی شک و شبہ باقی نہیں رہ جاتا۔ کہ جب اس نے واقعہ دیکھا ہی نہیں۔ تو حلف کس بات کی اُٹھاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کوئی عدالت ایسا نہیں کرتی

دُنیا سے نرالا طریق حلف۔

لیکن ثناء اللہ کی مندرجہ بالا تحریر کو دیکھئے۔ اس کے حلف لینے کا طریق تمام دُنیا سے نرالا ہے۔ وہ ایک واقعہ خود گھڑتا ہے اور اس پر حلف لینی چاہتا ہے۔ اس نے بعینہٖ اسی طرح کیا ہے۔ جسطرح ایک عدالت میں کسی ایسے واقعہ کے متعلق ایک شخص کو حلف اُٹھانے کے لئے بلایا جائے۔ جسکے دیکھنے کا وہ مدعی ہو۔ لیکن جب وہ آجائے۔ تو اس کے سامنے وہ بات لکھ کر رکھدی جائے۔ جسکے دیکھنے کا وہ ہرگز مدعی نہیں اس وقت وہ یہی کہہ سکتا ہے کہ جناب والا میں نے اس واقعہ کے متعلق قسم کھانی ہے۔ جو میں نے دیکھا ہے نہ کہ اس کے متعلق جو آپ مجھے بتا رہے ہیں۔ اور یہ ایک ایسا دندان شکن جواب ہے کہ جو اس طریق سے قسم کھلانے والے احمق کو فوراً ہوش میں لا سکتا ہے۔ چنانچہ جب مولوی ثناء اللہ نے اپنی طرف سے ایک واقعہ بنا کر پیش کیا۔ اور میاں عبداللہ صاحب کو کہا کہ اس کے متعلق قسم کھائیے۔ تو انہوں نے یہی جواب دیا۔ جسکو سُن کر مولوی ثناء اللہ کو اپنی حماقت سے فوراً آگاہی ہوگئی ؛

مولوی ثناء اللہ کا اپنی حماقت پر آگاہ ہونا

چنانچہ وہ رقعہ اس کے اپنے ہاتھ کا لکھا ہؤا نہ تھا۔ اور نہ ہی اس پر اس کے دستخط تھے۔ اس لئے جب دستخط کرنے کے لئے اُسے واپس دیا گیا۔ تو آپ اُسے دبا بیٹھے۔ اور دینے سے انکار کر دیا معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس رقعہ کو اپنے دستخط کئے بغیر میاں عبداللہ صاحب کو دینے میں مولوی ثناء اللہ نے یہی مصلحت سوچی ہوگی کہ ان الفاظ میں حلف تو اٹھائی نہیں جا سکتی۔ اس لئے ان کو پڑھتے ہی حلف اُٹھانے سے انکار کر دیا جائیگا۔ البتہ ان سے میری حماقت کا ثبوت مل سکتا ہے۔ لیکن نہ تو وہ الفاظ میرے ہاتھ کے لکھے ہوئے ہیں۔ اور نہ ہی میرے دستخط ہیں اسلئے میرے لئے یہ کہنے کا موقعہ ہوگا کہ وہ الفاظ میرے نہیں ہیں۔ اور نہ میں نے پیش کئے ہیں۔ اور اگر دستخط کرنے کے لئے رقعہ مجھے واپس دیا گیا۔ تو اس طرح وہ میرے ہاتھ میں آ ہی جائے گا۔ پھر کس کی طاقت ہوگی کہ میرے ہی محلہ کی مسجد اور میرے ہی یاروں کے جمگھٹے میں مجھ پر ہاتھ ڈال سکے اور مجھ سے رقعہ حاصل کرے۔ لیکن اُسے معلوم نہ تھا کہ ایک ایسی ہستی بھی ہے۔ جو اسکے تمام مکر و فریب کو بے کار ثابت کر دے سکتی۔ اور اس کی عقل پر پردہ ڈالکر اس سے وہ کچھ کروا سکتی ہے جسکے کرنے کے لئے وہ خود تیار نہیں ہو سکتا۔

تصرف الٰہی۔

جب مولوی ثناء اللہ نے رقعہ دینے سے انکار کر دیا۔ تو ہمیں سخت افسوس ہؤا۔ گو میں نے اُسی وقت جب کہ ثناء اللہ نے وہ رقعہ پڑھکر سُنایا تھا۔ قلمبند کر لیا تھا۔ تاہم رقعہ کے ہاتھ میں آکر پھر چلے جانے سے ایک خاص قسم کی تکلیف ہوئی۔ اس وقت میاں عبداللہ صاحب نے ثناء اللہ کو کہا کہ آپ مجھے پہلے اپنے الفاظ دیں تو اس کے بعد میں حلف اُٹھاؤں۔ نہ معلوم اس سے ثناء اللہ نے کیا سمجھا۔ اور اصل بات تو یہ کہ اس وقت تصرف الٰہی نے اُسے کچھ سمجھنے کے قابل ہی نہ رہنے دیا تھا۔ اس نے رقعہ پر دستخط کر کے میاں عبداللہ صاحب کو دیدیا۔ اگر اُسوقت وہ یہ کہدیتا۔ کہ آپ نے وہ الفاظ تو سُن ہی لئے ہیں جنکے متعلق میں حلف دینا چاہتا ہوں۔ اب جب تک آپ اس بات کا اقرار نہ کریں کہ انہیں کے مطابق حلف اُٹھاؤں گا۔ اس وقت تک میں وہ رقعہ نہیں دیتا۔ تو ممکن تھا کہ حلف نہ ہو سکتی لیکن اس نے چُپ چاپ رقعہ دے دیا۔ میاں عبداللہ صاحب نے وہ رقعہ لے کر پھر وہی کہا۔ جو پہلے کہہ چکے تھے۔ کہ میں نے اپنے چشم دید واقعہ کے متعلق جو میں اخبار الفضل میں شائع کرا چکا ہوں حلف کھانی ہے نہ کہ آپ کے بتائے ہوئے واقعہ پر۔ پس اگر آپ کہیں تو میں اس وقت آپ کے سامنے زبانی اس واقعہ کو بیان کر کے جن شدید الفاظ میں آپ قسم کھلانا چاہیں قسم کھاؤں یا اسی بیان کو پڑھ کر جو میں نے اخبار الفضل میں شایع کیا ہے۔ آپ کے بتائے ہوئے الفاظ حلف کے مطابق حلف کھاؤں۔ اس وقت بھی اگر مولوی ثناء اللہ یہ کہدیتا کہ جن الفاظ کے متعلق میں آپ کو قسم کھلانا چاہتا ہوں۔ وہ خواہ کیسے ہی بے تعلق ہیں۔ ان پر آپ نے چونکہ قسم نہیں اُٹھائی۔ اس لئے آپ کے اپنے بیان کے متعلق قسم کھانے کی ضرورت نہیں۔ اور نہ ہی میں اس طرح قسم کھانے کی اجازت دیتا ہوں۔ گو ہم گھر سے یہی ارادہ کر کے چلے تھے کہ جس طرح بھی ہو سکے ثناء اللہ کے سامنے حلف اُٹھائے بغیر واپس نہیں آئینگے۔ تو بھی ممکن تھا کہ میاں عبداللہ صاحب کو ثناء اللہ کے گرد و پیش بیٹھنے اور دوسرے آنے والے لوگوں کے سامنے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کشف کے متعلق اپنے اس بیان کو حلفیہ سنانے کا موقعہ نہ مل سکتا یا مشکل اور تکلیف سے ملتا۔ لیکن جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں۔ ثناء اللہ پر ایسا تصرف الٰہی ہؤا۔ کہ وہ بالکل کچھ نہ کہہ سکا۔ اور جب میاں عبداللہ صاحب نے یہ کہا۔ کہ میں آپ کے بنائے ہوئے واقعہ کی نسبت حلف اُٹھانے کے لئے نہیں آیا۔ ہاں جو واقعہ میں نے دیکھا۔ اور جسکو میں اخبار الفضل میں شائع کرا چکا ہوں۔ اُس کو پڑھ کر سُنانے اور اُس پر حلف اُٹھانے کی اجازت دیں تو میں تیار ہوں ؛

اس پر مولوی ثناء اللہ نے مجبور ہو کر کہا کہ اچھا آپ اپنا بیان پڑھ کر سُنا دیں۔ اور قسم کھا لیں۔ لیکن یہ قسم میرے الفاظ میں نہیں ہوگی۔ اس کے متعلق کہا گیا۔ کہ آپ نے جو الفاظ لکھ کر دئیے ہیں وہ حلف کے الفاظ نہیں۔ بلکہ ایک ایسے واقعہ کے متعلق ہیں۔ جس کا شاہد ہونے کا کسی نے دعوےٰ نہیں کیا۔ البتہ جس واقعہ کے شاہد ہونے کا میاں عبداللہ صاحب نے دعویٰ کیا ہے۔ وہ آپ کے سامنے

پڑھکر سُنا سکتے ہیں۔ اُسپر آپ جن شدید اور سخت الفاظ میں چاہیں۔ حلف دے لیں ؛

حلف اُٹھانے کا نظارہ

اِس کے بعد میاں عبداللہ صاحب نے اپنا وہی بیان پڑھکر سُنایا۔ جو ہم اُوپر درج کر آئے ہیں۔ اور ایسے دردناک اور مؤثر لہجہ میں سُنایا کہ مولوی ثناءاللہ کے حاشیہ نشینوں کے چہرے بھی قبولیت اثر کی شہادت دے رہے تھے۔ اور جب میاں عبداللہ صاحب نے اپنے تمام بیان کو پڑھکر نہایت رقت آمیز لہجہ میں بہ ایں الفاظ حلف اُٹھائی کہ :-

"یہ ہے سچی عینی شہادت! اگر مینے جھوٹ بولا ہو تو لعنت علی الکاذبین کی وعید کافی ہے - مَیں خدا کو حاضر ناظر جانکر اور اسی کی قسم کھاکر کہتا ہوں کہ جو کچھ مَیں نے پڑھا ہے - سراسر سچ ہے۔ اگر جھوٹ ہو- تو مجھ پر خدا کی لعنت ! لعنت !! لعنت !!!

مجھ پر خدا کا غضب ! غضب !! غضب !!!" تو سامعین کانپ اُٹھے۔ اور جس کسی کے دل میں ایک ذرہ بھی خوف خدا تھا۔ اس کا بشرہ بتا رہا تھا کہ اسپر خاص اثر ہوا ہے۔ اور پھر جب میاں عبداللہ صاحب نے یہ کہا کہ مَیں نے یہ حلف تو اُٹھالی ہے لیکن اگر مولوی صاحب کے نزدیک یہ کافی نہو- تو وہ خود جن الفاظ میں چاہیں۔ مجھ سے قسم کھلائیں۔ میں اپنی اولاد۔ اپنے مال اور اپنی جان۔ غرضیکہ ہر چیز کی قسم کھانے کے لئے تیار ہوں اس وقت آپکے سامنے مولوی صاحب جسطرح چاہیں اپنی تسلّی کرلیں۔ مینے اس سُرخی کے نشان کو جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کُرتے پر پڑا تھا۔ اپنی شہادت کی اُنگلی لگاکر دیکھا تھا۔ اس سے میری اُنگلی کو بھی سُرخی لگ گئی تھی۔ اگر میں یہ جھوٹ کہتا ہوں تو میری اُنگلی کیا میرے جسم کا ذرہ ذرہ جہنم میں ڈالا جائے۔ اور سب سے بڑا جو عذاب ہے۔ وہ مجھ پر نازل کیا جائے ؛

یہ کوئی ایسے الفاظ نہ تھے۔ جو سامعین کے دلوں کو ہلا نہ دیتے۔ اس لئے وہ خاص طور پر مؤثر ہوئے۔ دلوں کا بھید سوائے خدا تعالےٰ کے کوئی نہیں جانتا۔ لیکن ظاہری علامات سے اگر کسی بات کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ تو ہم وثوق کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ میاں عبداللہ صاحب کے حلف اُٹھانے سے سامعین کے دلوں پر وہ اثر ہوا جس کا کسی وعظ و نصیحت سے ہونا ناممکن تھا۔ اور پھر وہ بھی ان لوگوں پر جو مولوی ثناءاللہ کے مجلسی دوست واشناء تھے۔ ہماری دعا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ سعید رُوحوں کو حق کو پُوری طرح سمجھنے اور باطل کو چھوڑنے کی توفیق دے اور دُنیا کے کیڑوں کی رفاقت سے علیحدہ کرکے اپنے پیارے انسانوں کے ساتھ شامل کردے ؛

ہماری واپسی

میاں عبداللہ صاحب کے حلف اُٹھالینے کے بعد میر قاسم علی صاحب نے احمدی احباب کو کہا۔ کہ اُٹھو چلیں۔ جب ہم اُٹھنے لگے۔ تو مولوی ثناءاللہ نے کہا۔ کیا آپ جاتے ہیں۔ ہمنے کہا۔ ہاں ہمارا کام ہو لیا ہے۔ اسلئے جاتے ہیں۔ اس جواب کو سُنکر مولوی ثناءاللہ نے ندامت آمیز تبسّم کے ساتھ نہایت شکستہ دلی سے کہا "اچھا" اس وقت اس کے چہرہ کو دیکھ کر ہر ایک شخص آسانی سے سمجھ سکتا تھا کہ آج اس کی تمام تدبیریں اور منصوبے و حیلے دھرے کے دھرے ہی رہ گئے ہیں۔ اور حق کے مقابلہ میں اس کی کچھ بھی پیش نہیں گئی۔ کیونکہ اس ناکامی کا اثر اس کے پژمردہ اور اداس چہرے سے صاف طور پر عیاں تھا۔ ہم خدا تعالےٰ کے فضل اور احسان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے واپس چلے آئے۔ اور اُسے اپنی ناکامی اور نامرادی پر حسرت اور افسوس کے آنسو بہانے کے لئے وہیں چھوڑ آئے ؛

مولوی ثناءاللہ پر حُجّت

اس روئداد کے خاتمہ پر ہم یہ لکھ دینا بھی ضروری سمجھتے ہیں کہ مولوی ثناءاللہ ہمیشہ اس بات پر فضول فخر کیا کرتا تھا۔ کہ میں قادیان پہنچا تھا۔ حالانکہ اس کا قادیان میں پہونچ کر آریوں کے مندر میں جا چھپنا ایسا ہی تھا۔ جیسا کہ اس کا اپنے امرتسر کے ڈربے میں گھسے رہنا۔ کیونکہ اُسے ہرگز جرأت نہ ہوئی تھی۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے ہوتا۔ لیکن ۲۷ نومبر ۱۹۱۶ء کا وہ دن تھا۔ جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ادنیٰ غلام اور خادم باوجود اس کی طرف سے رکنے کی ہر ایک ممکن کوشش کرنے کے اس کے گھر تک پُہنچ ہی گئے۔ اور نہایت کامیابی اور کامرانی کے ساتھ واپس آگئے۔ یہ مولوی ثناءاللہ پر ایک بہت بڑی حجت ہے۔ قیامت کے دن اس راستہ کا ذرہ ذرہ جسپر چل کر ہم اس تک پہنچے۔ اس کے خلاف گواہ ہوگا۔ اور اس مسجد کے در و دیوار اور اینٹ اور پتھر جس میں میاں عبداللہ صاحب نے حلف اُٹھائی۔ اس بات کے گواہ ہوں گے اور بڑے زور کے ساتھ خدا تعالےٰ کے حضور شہادت دینگے۔ کہ الٰہی ہمارے سامنے تیرے فرستادہ حضرت مسیح موعود کے اس کشف کے متعلق میاں عبداللہ صاحب کی حلفیہ شہادت ہوئی تھی۔ جسمیں تُو نے سُرخی کے چھینٹے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کپڑوں پر گرائے تھے۔ اور ایسے دردناک الفاظ میں حلف ہوئی تھی کہ قریب تھا کہ ہم موم ہوجاتے۔ لیکن وہ بدبخت انسان جس کو اپنے مولوی ہونے پر گھمنڈ تھا۔ اور جسے تُو نے سمجھنے سوچنے اور غور و فکر کرنے کا مادہ عطا کیا تھا۔ اُس نے کوئی فائدہ نہ اُٹھایا۔ اور ایک کان سے سُن کر دوسرے کان سے نکال دیا ؛

اے وہ لوگو! جو اس مجمع میں موجود تھے۔ سُن لو۔ اور گوش ہوش سے سُن لو۔ کہ اگر اب بھی تم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قبول نہ کیا۔ تو بتلاؤ کہ اُس دن خدا تعالےٰ کو کیا جواب دوگے؟ جبکہ مولوی ثناءاللہ کے محلہ کی مسجد کے در و دیوار گواہی دینگے۔ کہ اس حلف نے ہم بے جانوں تک کو ہلا دیا تھا۔ مگران جانداروں اور پھر عقل و فکر رکھنے والے جانداروں نے کچھ فائدہ نہ اُٹھایا پس اپنی عاقبت کی فکر کرو۔ یہ دنیا چند روزہ ہے۔ آخر مرنا ہے اور اسی خدا کے حضور پیش ہونا ہے۔ جس نے حضرت مسیح موعود کو بھیجا ہے۔ وہ تم سے جس وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے انکار کرنے کے متعلق پُوچھیگا۔ تو نہ اس وقت تمہاری جگہ ثناءاللہ جواب دے سکے گا۔ اور نہ تمہارا کوئی اور عذر ہی سُنا جائے گا۔ اس وقت تمہیں اپنے بوجھ آپ ہی اُٹھانے پڑینگے اس لئے اپنے انجام کی فکر کرو۔ کیا ہی مبارک ہے وہ انسان جو آخرت کے بوجھ کی آپ ہی فکر رکھے اور کسی دوسرے کے دھوکہ اور فریب میں آکر یا کسی دنیاوی باعث سے آخرت کو تباہ نہ کرے ؛

یہ حلفیہ شہادت ان لوگوں کے لئے بھی رُشد اور ہدایت کا موجب ہوسکتی ہے۔ جو اس تمام روئداد کو ہر قسم کے بغض اور عداوت۔ کینہ اور حسد سے پاک ہو کر پڑھیں گے۔ کاش! کوئی اس سے حقیقی فائدہ اُٹھائے ؛

حق کبھی باطل نہیں ہوتا

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا ایک خطبہ جمعہ

اور اُس پر اعتراضات کے جواب

نمبر (۳)

آنحضرت صلعم کے بعد نبی

ہمیں ابتداءً ان لوگوں کی حالت پر تعجب اور حیرت ہوا کرتی تھی - جو محض دھوکہ اور شرارت کے طور ایک حق بات کو غلط اور غلط کو حق کہتے ہوئے ذرا نہیں شرماتے تھے - لیکن اب جبکہ انہوں نے اس طرز کو اپنی عادت میں پورے طور پر داخل کر لیا ہے - کوئی حیرانی نہیں ہوتی - البتہ افسوس ضرور ہوتا ہے - کہ کیوں یہ اپنی آخرت برباد کر رہے ہ

اسوقت ہمارے پیش نظر جو شخص ہے - اس کے متعلق بھی ہم اسی بات پر افسوس کیئے بغیر نہیں رہ سکتے - وہ کس جرأت اور دیدہ دلیری سے لکھتا ہے - کہ :-

"چونکہ آنحضرت صلعم کا زمانہ قیامت تک چلتا ہے - اور اب آپکی اطاعت کے بغیر نجات نہیں - اسلیئے نبوت کا منصب آپ پر ختم ہو چکا - اب جو شخص آپ کا مطیع اُمتی ہوگا - وہ آپکے فیضان انعام نبوت تو حاصل کر سکتا ہے - لیکن نبی نہیں بن سکتا - کیونکہ نبوت کسی کی اطاعت سے نہیں مل سکتی۔"

یہ ایک مانی ہوئی بات ہے - کہ ایک گناہ دوسرے گناہ کا موجب اور ایک غلطی دوسری غلطی کا باعث ہوا کرتی ہے - غیر مبائعین اصحاب ہماری عداوت اور دشمنی کی وجہ سے اسوقت تک خدا تعالیٰ کے ایک عظیم الشان نبی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ہتک کرنے کے تو بارہا مرتکب ہو ہی چکے ہیں - لیکن انکی یہ غلطی یہیں تک محدود نہیں رہی بلکہ جیسا کہ اس کا ضروری نتیجہ تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک بھی جا پہنچی ہے - اور یہ لوگ اس خیر البشر سید ولد آدم کی ہتک کرنے سے بھی باز نہیں رہتے - کیا اس سے بڑھکر بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک میں کوئی گستاخی کا کلمہ ہو سکتا ہے - کہ نبوت کا منصب آپ پر ختم ہو چکا - اب کوئی نبوت نہیں حاصل کر سکتا - اور نہ نبی بن سکتا ہے - گویا دوسرے الفاظ میں اسکا یہ مطلب ہوا - کہ نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے خدا تعالیٰ کا وہ انعام جو اپنے بندوں پر نبوت کے رنگ میں کیا کرتا تھا - بند ہو گیا ہے - اب خواہ کوئی شخص خدا تعالیٰ کی اطاعت اور فرمانبرداری میں کتنا ہی بڑھ جائے - اپنے جسم کا ذرہ ذرہ اس کی راہ میں قربان کر دے - خدا تعالیٰ کے لیئے اپنا سب کچھ نثار کر دے - پھر بھی ممکن نہیں کہ نبوت کا انعام حاصل کر سکے اور نبی بن جائے - کیوں - صرف اسلیئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آ چکے ہیں - اور آپنے آکر اس انعام کو منسوخ کرا دیا ہے - لیکن کیا وہ شخص جسکے دل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کچھ بھی قدر ہے وہ اس عقیدہ کو رکھ سکتا ہے - ہرگز نہیں - اس سے آپکی سخت ہتک ہوتی ہے - اور آپ نعوذ باللہ بجائے رحمۃ للعالمین کے زحمت للعالمین ٹھیرتے ہیں - کیونکہ اس عقیدہ کے رکھنے کے تو یہ معنی ہوئے - کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں مبعوث نہ ہوئے ہوتے - تو انعام نبوت حاصل ہو سکتا اور وہ شخص جو خدا تعالیٰ کی رضا کی تمام منازل طے کر لیتا نبی بن سکتا تھا - لیکن آپکے آنے کی وجہ سے اب کسی کے لیئے نبی بننا نہ صرف مشکل بلکہ ناممکن ہو گیا ہے ہ

موجودہ زمانہ کے نام کے مسلمانوں نے یہ عقیدہ گھڑ رکھا تھا - اور وہ اس پر بڑے زور کے ساتھ قائم تھے - نہ اس لیئے کہ انکے پاس قرآن کریم کے رو سے دلائل اور براہین تھے اور نہ اسلیئے کہ انہوں نے براہ راست خدا تعالیٰ سے یہ بات معلوم کر لی تھی - کہ اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دروازہ ایسا مقفل کر دیا ہے - کہ جو کبھی نہیں کھل سکتا - بلکہ اسلیئے کہ انکے روحانیت سے خالی عقل و دماغ میں یہ بات سما ہی نہیں سکتی تھی - کہ کوئی نبی بھی بن سکتا ہے - وہ اپنی ردی اور انسانیت سے بھی گری ہوئی حالت سے اندازہ کر کے اس بات سے انکار کر چکے اور اسے ناممکن سمجھ بیٹھے تھے - لیکن خدا تعالیٰ نے انہی میں سے ایک انسان کو جری اللہ فی حلل الانبیاء بنا کر بھیجدیا - تا وہ انکی اصلاح کرے - اور انکو روحانی زندگی عطا کر کے اس بات کے سمجھنے کے قابل بنائے - کہ نبوت کا دروازہ بند نہیں بلکہ کھلا ہے - چنانچہ اس نے آکر بڑے زور کے ساتھ کہا کہ :-

"جس دین میں نبوت کا سلسلہ نہ ہو - وہ مردہ ہے - یہودیوں - عیسائیوں - ہندوؤں کے دین کو جو ہم مردہ کہتے ہیں - تو اسی لیئے کہ ان میں اب کوئی نبی نہیں ہوتا اگر اسلام کا بھی یہی حال ہوتا - تو پھر ہم بھی قصہ گو ٹھیرتے۔"

اخبار بدر ۵ - مارچ ۱۹۰۸ء

یہ صاف اور صداقت سے بھرے ہوئے الفاظ اگر ان لوگوں کے نزدیک قابل قبول نہیں جن کو بدقسمتی سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قبول کرنے کی توفیق نہیں ملی تو وہ لوگ تو انکے ماننے کے لیئے مکلف ہیں - جو آپکے ماننے کا دعوٰی کرتے ہیں - لیکن آہ کیسا رونے کا مقام ہے - کہ یہی لوگ سب سے زیادہ جوش کے ساتھ ان کا انکار کرتے ہیں - اور نہ صرف انکار ہی کرتے ہیں - بلکہ یہ بھی کہتے ہیں - کہ اس برگزیدہ خدا نے بھی دنیا میں آکر یہی کہا ہے - کہ نبوت کا دروازہ بند ہو چکا ہے - اور اب کوئی نبی نہیں بن سکتا - لیکن اس سے بڑھکر حقیقت کا انکار اور واقعہ کے خلاف اور کیا ہو سکتا ہے - کہ خدا تعالیٰ کا وہ برگزیدہ انسان جس نے اپنے نبی ہونے کا اعلان ان زوردار الفاظ میں کیا ہے کہ :-

"خدا نے اس بات کو ثابت کرنے کے لیئے کہ میں اسکی طرف سے ہوں اسقدر نشان دکھلائے ہیں کہ اگر وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کیئے جائیں تو ان کی بھی ان سے نبوت ثابت ہو سکتی ہے۔" کیا اسکی طرف یہ بات منسوب

ذرا ان الفاظ پر غور کیجئے - اور خدا کے لیئے بتلائیے - کہ جس انسان کے لیئے خدا تعالیٰ اسقدر نشانات دکھلائے کہ اگر ان کا ہزارواں حصہ بھی کسی اور کے لیئے دکھلایا جاتا - تو اس کی نبوت ثابت ہو سکتی تھی - وہ باوجود ہزار گنا نشانات رکھنے کے کیوں نبی نہیں ہو سکتا - کہا جاتا ہے کہ مرزا صاحب نے چونکہ اپنے آپ کو اُمتی نبی کہلایے -

"اور اُمتی ہو کر کوئی شخص نبی نہیں ہو سکتا نہ ہی اس کی نبوت تامہ کاملہ ہوتی ہے۔"

اسلیئے مرزا صاحب بھی نبی نہیں ہو سکتے - لیکن اگر غور و فکر کا مادہ باقی ہو - تو حضرت مرزا صاحب کی مندرجہ بالا عبارت پر غور کرنا چاہیئے اس میں آپنے یہ نہیں فرمایا - کہ میرے نشانات کو ہزار اُمتی نبیوں پر تقسیم کرنے سے ان کی

نبوّت ناقصہ ثابت ہو سکتی ہے۔ اور نہ ہی یہ فرمایا ہے۔ کہ وہ "اُمتی نبی" ثابت ہوجائیگے۔ بلکہ یہی فرمایا ہے کہ اگر وہ نشان ہزار نبی پر بھی تقسیم کیئے جائیں۔ تو انکی بھی نبوت ثابت ہو سکتی ہے۔ پس جبکہ آپکے نشانات کے ہزارویں حصّہ کو لیکر ایک انسان نبی بن سکتا ہے۔ اور اسکی نبوّت نبوّت تامہ کاملہ ہوتی ہے۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ اس ایسے ہزار نبیوں کے نشانات رکھتے ہوئے بھی نبی نہ ہوں۔ اور آپکی نبوّت نبوت تامہ کاملہ نہ ہو۔ کیسی صاف اور واضح حقیقت ہے۔ کہ جب ایک اُمّتی نبی کے نشانات کا ۱/۱۰۰۰ حصّہ پاکر ایک شخص نبی بن سکتا ہے۔ تو کیا کوئی عقلمند یہ کہہ سکتا ہے۔ کہ ایسا اُمّتی نبی کسی نبی کے برابر نہیں ہو سکتا۔ اور نہ اس ایسی نبوّت رکھتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ لیکن ایسے بدبخت انسان بھی اس دُنیا میں موجود ہیں جو حضرت مسیح موعودؑ کے نبی ہونے سے انکار کر رہے ہیں۔ بات یہ ہے۔ کہ تعصّب اور ضد نے ان لوگوں کی آنکھوں پر ایسی پٹی باندھ رکھی ہے۔ کہ جو کبھی کھلنے میں نہیں آتی۔ یہی وجہ ہے انکی زبان سے بار بار ہمیں یہ سنائی دیتا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں بن سکتا اور نہ کسی کو نبوّت مل سکتی ہے۔ اگر انکی نگاہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کچھ قدر ہوتی۔ تو کبھی ایسا نہ کہتے پھر اگر انکے نزدیک حضرت مسیح موعودؑ کے قلم مبارک سے نکلی ہوئی تحریروں کی کچھ عزّت ہوتی۔ تو کبھی نبوّت کے دروازہ کو بند نہ سمجھتے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کی اتباع سے حاصل ہونے والی نبوّت کو مسدود کرنے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک بہت بڑا حملہ قرار دیا ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں :-

"نبوّت گو بغیر شریعت ہو اس طرح پر تو منقطع ہے۔ کہ کوئی شخص براہ راست مقام نبوّت حاصل کر سکے۔ لیکن اس طرح پر ممتنع نہیں۔ کہ وہ نبوّت چراغ نبوّت محمدیہ سے مکتسب اور مستفاض ہو۔ یعنی ایسا صاحب کمال ایک حیثیت سے تو اُمّتی ہو۔ اور دوسری حیثیت سے بوجہ اکتساب انوار محمدیہ نبوّت کے کمالات بھی اپنے اندر رکھتا ہو۔ اور اگر اس طور سے بھی تکمیل نفوس مستعدہ امت کی نفی کی جائے۔ تو اس سے نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دونوں طور پر ابتر ٹھیرتے ہیں۔ نہ جسمانی طور پر کوئی فرزند نہ روحانی طور پر کوئی فرزند اور معترض سچا ٹھیرتا ہے جو آنحضرت صلعم کا نام ابتر رکھتا ہے" (صفحہ ۷ ریویو بر مباحثہ محمد حسین و چکڑالوی)

اب باوجود حضرت مسیح موعودؑ کے یہ فرما دینے کے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ۔ نبوّت حاصل کرنے سے انکار کرنا آنحضرت صلی علیہ وسلم پر حملہ کرنا ہے کونسا عقلمند ہے۔ کہ جو یہ کہے۔ کہ آنحضرت صلعم کی اطاعت سے کسی کو نبوّت حاصل نہیں ہو سکتی۔ اس لیئے حضرت مسیح موعودؑ نبی نہیں ہیں۔ آپ نبی ہیں اور ضرور ہیں لیکن آپنے نبوّت اسی طریق سے حاصل کی ہے۔ جو طریق آپنے اس عبارت میں بیان فرمایا ہے۔ کہ وہ نبوّت چراغ نبوّت محمدیہ سے مکتسب اور مستفاض ہو۔ اسی لیئے آپ اُمّتی نبی کہلائے ؛

اُمّتی نبی کا درجہ

لیکن کیا اُمّتی کہلانے سے آپ کی نبوّت نبوّت تامہ کاملہ نہ رہی۔ یا آپ نبوّت کے لحاظ سے پہلے نبیوں سے شان میں کم رہے۔ ہرگز نہیں - آپ کا کسی پہلے نبی سے نبوّت کے لحاظ سے کم رہنا تو الگ رہا آپ تو اپنے متعلق فرماتے ہیں۔ کہ :-

"خدا نے اس اُمّت میں سے مسیح موعودؑ بھیجا۔ جو اس سے پہلے مسیحؑ سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے"

اس سے صاف ثابت ہوتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ کا باوجود اُمّتی نبی ہونے کے وہ درجہ ہے۔ کہ ایک ایسے نبی سے جو اُمّتی نہیں بہت بڑھا ہوا ہے۔ اور نہ صرف کسی ایک بات میں بلکہ تمام شان میں۔ اب کوئی نادان ہی ہوگا جو یہ کہے۔ کہ مسیح موعودؑ چونکہ اُمّتی نبی ہیں۔ اسلیئے آپ کی نبوّت نبوّت کاملہ تامہ نہ تھی۔ یہ کہنے والے سے ہم پوچھتے ہیں۔ کہ کیا حضرت مسیحؑ کی نبوّت بھی نبوّت کاملہ تامہ تھی یا نہیں۔ اگر تھی اور ضرور تھی۔ تو پھر کیا وجہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ جو اپنی تمام شان میں ان سے بہت بڑھکر ہیں۔ انکی نبوّت نبوّت تامہ کاملہ نہ ہو۔ خدارا غور کرو۔ اور ضد وہٹ کو چھوڑ کر سوچو۔ کہ کیا کہہ رہے ہو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اُمّتی نبی ہونا آپ کی نبوّت کی نفی نہیں کرتا بلکہ آپ کی شان کو اور زیادہ بلند کرتا ہے۔ اور ساتھ ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک کا پورا پورا اظہار ہوتا ہے۔ دیکھو حضرت مسیح موعودؑ خود اپنے اُمّتی نبی ہونے کیوجہ یہ فرماتے ہیں۔ کہ :-

"تا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوّت قدسیہ اور کمال فیضان ثابت ہو"

حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۵۵

اور پھر اپنے آپ کو نبی قرار نہ دینے کو نبوّت محمدیہ کی ہتک اور کسر شان سمجھتے ہیں۔ چنانچہ نزول المسیحؑ کے صفحہ ۴ پر تحریر فرماتے ہیں :-

"دونوں سلسلوں کا تقابل پورا کرنے کے لیئے یہ ضروری تھا۔ کہ موسوی مسیحؑ کے مقابل پر محمدی مسیح بھی شان نبوّت کے ساتھ آئے۔ تا اس نبوّت عالیہ کی کسر شان نہ ہو۔ اس لیئے خدا تعالیٰ نے میرے وجود کو ایک کامل ظلّیت کے ساتھ پیدا کیا۔ اور ظلّی طور پر نبوّت محمدی اس میں رکھدی۔ تا ایک معنی سے مجھ پر نبی اللہ کا لفظ صادق آوے۔ اور دوسرے معنوں سے ختم نبوّت محفوظ رہے"

اس عبارت سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ کے نزدیک سلسلہ محمدیہ سلسلہ موسویہ کا مقابلہ اسی صورت میں کر سکتا ہے۔ کہ موسوی مسیحؑ جبکہ نبی ہوکر آیا تھا۔ تو محمدی مسیحؑ بھی نبی ہوکر آئے۔ ورنہ اگر محمدی مسیحؑ نبی نہ ہو۔ تو اس میں آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم کی نبوت کی ہتک ہے۔ اسی ہتک کے ازالہ کے لیئے خدا تعالیٰ نے مسیح محمدی کو نبی بنا کر بھیجا۔ اب ان لوگوں کو سوچنا چاہیئے۔ جو یہ کہتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ کی نبوت نبوت کاملہ تامہ نہیں ہے۔ اگر حضرت مسیح موعودؑ کی نبوت نبوت کاملہ تامہ نہیں۔ تو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی ضرور کسر شان ہو گی۔ کیونکہ حضرت مسیح موسوی کی نبوت تو نبوت کاملہ ہے۔ اور اس کو وہ بھی مانتے ہیں لیکن اگر اس کے مقابلہ میں مسیح محمدی کو نبوت کاملہ حاصل نہیں تو دونوں سلسلوں کا تقابل کس طرح ہو گا۔

تقابل ثابت کرنے کے لیئے دو ہی صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ حضرت مسیح موعودؑ کی نبوت کو نبوت کاملہ تسلیم کیا جائے۔ اور دوسری یہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موسوی کی نبوت کو بھی ناقص نبوت قرار دیا جائے۔ تاکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی کسر شان نہ ہو۔ لیکن دوسری صورت کے ماننے کے لیئے غیر مبائعین ہرگز تیار نہیں ہو سکتے۔ اس لیئے مجبورًا ان کو پہلی صورت ہی ماننی پڑیگی۔ اور وہی صحیح ہے پس اس سے ثابت ہو گیا۔ کہ امتی نبی کا درجہ براہ راست نبوت پانے والے نبی سے کم نہیں ہوتا کیونکہ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ سلسلہ موسوی سے سلسلہ محمدی کا تقابل اسی طریق سے پورا ہو سکتا ہے۔ کہ جس طرح اُس سلسلہ کا مسیح نبی تھا اسی طرح اِس سلسلہ کا مسیح بھی نبی ہو۔ لیکن اگر براہ راست نبوت پانیوالا ہی نبی ہوتا یا امتی نبی سے بڑا درجہ رکھتا۔ تو مسیح موسوی تو براہ راست نبی ہوا تھا اسکے مقابلہ میں مسیح محمدی کو بھیجدینے سے جو امتی نبی تھا۔ وہ نقص دور نہ ہو سکتا تھا۔ جسکے دور کرنے کے لیئے اسکو بھیجا جانا تھا۔ لیکن حضرت مسیح موعودؑ کی مندرجہ بالا عبارت سے ظاہر ہوتا ہے کہ مسیح محمدی کو اس شان اور درجہ کے ساتھ بھیجا گیا ہے۔ کہ جس کے ہوتے ہوئے یہ نقص دور ہو جاتا ہے۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی کسر شان نہیں ہوتی۔ اور وہ شان یہی ہے۔ کہ جس طرح کی نبوت مسیح موسوی کو حاصل تھی اُس طرح کی نبوت مسیح محمدی کو دی گئی۔ اس سے ثابت ہو گیا۔ کہ امتی نبی کا درجہ براہ راست نبوت پانے والے نبی سے کم نہیں ہوتا۔ اب یہ بات کیسی صاف اور واضح ہو گئی۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت اور دوسرے انبیاءؑ کی نبوت میں نفسِ نبوت کے لحاظ سے کوئی امتیاز نہیں ہے۔ لیکن انہی لوگوں کے لیئے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریروں پر غور و فکر کرتے ہیں۔ نہ ان کے لیئے جو اپنے نفسانی جوشوں اور ناپاک جذبوں کے ہاتھوں مجبور اور لاچار ہو رہے ہیں۔

اشتہارات

ضرورت نکاح

شیخ عبد الرحمن ملازم کچہری لاہور نکاح کے خواہشمند ہیں۔ اور احمدی برادران کی خدمت میں گذارش کرتے ہیں۔ کہ کوئی صاحب ان سے تعلق پیدا کرکے ممنون فرماویں۔ انکی تنخواہ پچیس روپے ماہوار ہے۔ اگر کوئی صاحب زیادہ تفصیل سے حالات دریافت کرنا چاہیں۔ تو اس کے متعلق مندرجہ ذیل پتہ پر خط و کتابت کرنا چاہیئے۔

شیخ عبد الرحمن صاحب معرفت میران بخش صاحب ٹھیکیدار
دفتر ضلع کچہری۔ لاہور

ایجنٹ کی ضرورت

ایک ایسے مخلص احمدی کی جو کچھ انگریزی بھی جانتا ہو اور اپنے چال چلن کی تصدیق اپنے ضلع کے کسی معزز احمدی سے حاصل کر سکے اور یکصد روپیہ تک اپنا کوئی ضامن دے سکے۔ تنخواہ مبلغ عـہ روپے ماہوار علاوہ منشیانہ کے ہوگی۔ درخواستیں اس پتہ پر آئیں میاں محمد شریف صاحب احمدی (بی۔ اے ایل ایل بی) وکیل چیف کورٹ لاہور

سامان ورزش کیلئے احمدیوں کا اپنا کارخانہ

احمدی شائقین کی خدمت میں اس اشتہار کے ذریعہ سے اطلاع دیجاتی ہے۔ کہ ہمارا کارخانہ ہر قسم کے سامان ورزش از قبیل۔ کرکٹ۔ ہاکی۔ فٹبال۔ ٹینس۔ ریڈ منٹن اور جمنیسٹک وغیرہ مدت سولہ سالی سے ہندوستان اور بیرون از ہند بہم پہنچا رہا ہے۔ لیکن ہنوز احمدی قوم نے زمانہ حال کی روش کے مطابق قومی مفاد کو مد نظر رکھتے ہوئے اس کارخانہ کی طرف بہت کم توجہ کی ہے لہذا جو احباب سکولوں میں ملازم ہیں یا کسی اور جگہ سپورٹس کے سامان کی ضرورت ہو دخل رکھتے ہوں۔ انکی خصوصًا و دیگر شائقین کی عمومًا توجہ درکار ہے۔ قومی مرکز قادیان کے تعلیم الاسلام ہائی سکول کے ہیڈ ماسٹر مولانا مولوی محمد الدین صاحب بی۔ اے ہمارے کارخانہ کے متعلق فرماتے ہیں:-

"جناب من! میں یہ بات بلا تامل کہتا ہوں کہ میں آپکے کارخانہ سے ہر طرح خوش ہوں۔ آپ سامان کرکٹ و فٹ بال کے متعلق فرمائشوں کی تعمیل نہایت مستعدی سے کرتے رہے ہیں۔ آپکے سامان ورزش مجھ کو بنا کر بھیجتے رہے وہ بلحاظ قیمت و خوبی ساخت مقابلۃً نہایت ہی اطمینان بخش ثابت ہو رہا ہے"

آپکا صادق۔ محمد الدین۔ ہیڈ ماسٹر

مکمل فہرست حسب فرمایش مفت بھیجی جائیگی۔

پتہ:- صرف نظام سیالکوٹ شہر

بلا مبالغہ سچا اشتہار

مقوی اعصاب گولیاں

یہ گولیاں ہر قسم کے ضعف اعصاب کو دور کرتی ہیں چونکہ اعصاب کا مبدأ دماغ ہے اور انکا جال تمام جسم میں پھیلا ہوا ہے۔ اسلیئے یہ گولیاں مقوی دماغ۔ مقوی حافظ اور کثرت بول کیلیئے بہت مفید ہیں۔ دماغی محنت کی تھکان کو رفع کرتی ہیں۔ اسی طرح اور بھی بعض فوائد ہیں۔ قیمت فی درجن عـہ ر ایک درجن سے اوپر فی گولی ا ر اور فی صدی چھ روپے چار آنہ۔ لیکن اخبار الفضل کے حوالہ سے منگوانے والوں کے لیئے ایک روپیہ میں ۱۵ گولیاں۔ اس سے اوپر فی گولی ا ر- اور فی سیکڑہ پانچ روپے آٹھ آنہ۔ یہ مع ترکیب استعمال دوائی کے ساتھ بھیجا جائیگا۔ جواب طلب امور کیلیئے جوابی کارڈ یا ٹکٹ بھیجنا چاہیئے۔ ملنے کا پتہ حکیم محمد الدین احمدی گوجرانوالہ۔

تصدیق حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ

حکیم صاحب نہایت مخلص اور پرانے احمدی ہیں اور علم طب میں پرانا تجربہ رکھتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول بھی آپکی بعض دواؤں کو استعمال کرتے تھے۔ مجھے اعتماد ہے کہ اخلاص اور محبت سے تیار کیگئی ہے۔ خاکسار مرزا محمود احمد